بسم الله الاول الآخر الرحمان الرحيم

ختم النبوة صلى الله عليه وسلم واله

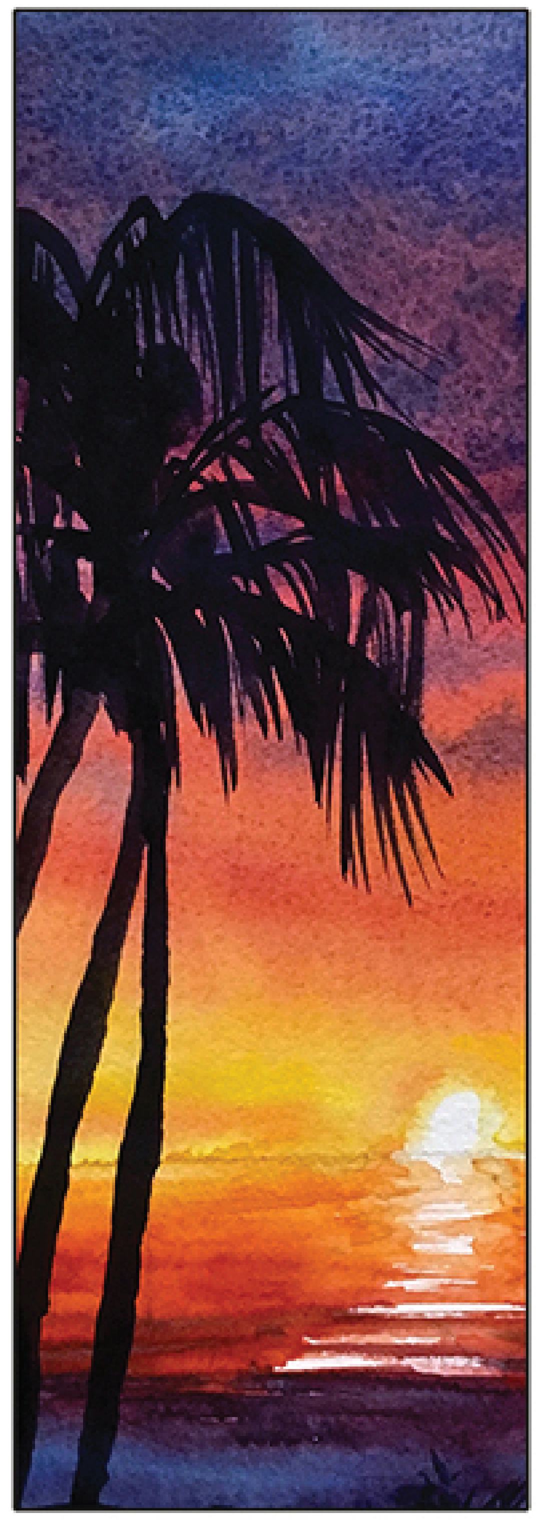

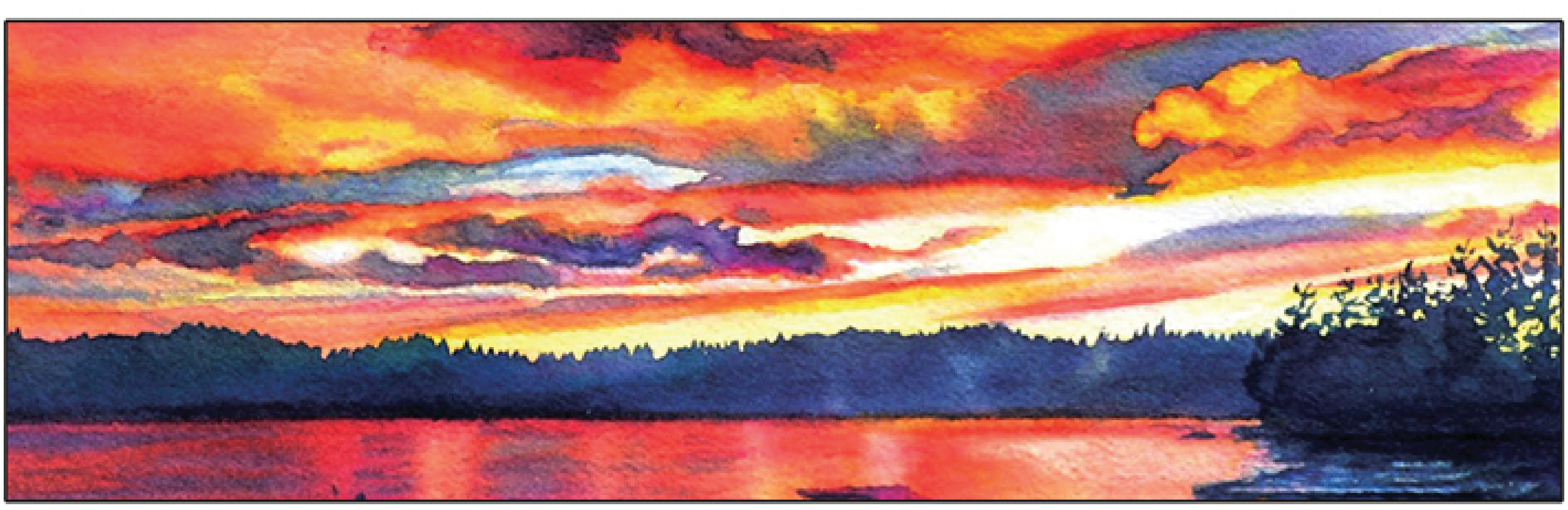

مصنف: محمد نبراس

بسمِ اللہ الرّحمن الرحیم ۔

ختم النُبوّۃِ صلی اللہ علیہ وسلم و الِہٖ

من اللہ علی صاحبہ السلام والتحیۃ وعلی آلِہ صحبہ اخیار الائمہ

(سرِ ورق)

اُ

المصنّف: محمد نبراس ۔

اصغرُ عِبادِاللہ ،رحمہُ اللہ؛ آمین ۔

گھوٹوی روڈ ۔ملوک شاہ ۔ بہاول پور

عنوان۔ الفہرس:	صفحہ
۱۔السابق۔	۲
۲۔تعارفِ کلمات۔	۳
۳۔القرآن،الحدیث،الحدیث المتواتر اور اجماعِ امت کا شرعی رتبہ۔	۷
۴۔اجماعِ امّت حجّت۔	۷
۵۔تحقیق العنوان۔	۱۰
٦۔اثبات الدعوہ بالاٰیاتِ القرآنیہ۔	۱۱
۷۔تحقیق اسمِ احمد۔	۱۹
۸۔تحقیق شقُّ القمر۔	۲۹
۹۔حضرت عیسیٰ علیہ السلام بطور مبشر۔	۳۱
۱۰۔ مصدّق۔	۳۲
۱۱۔امّۃِ وسطیٰ۔	۳٦
۱۲۔السور والاٰیات بالاختصار۔	۵۱
۱۳۔شعبۃ الاحادیث۔	۵۴
۱۴۔عقائدِ ایمانیہ کی حفاظت اور قوم مسلم۔	٦۰
۱۵۔عقیدۂ ختم نبوۃ کی حسّاسیّت۔	٦۳ ۔۱٦
چند اور مشاہیر۔	٦۷ ۔
لمحۃ الفکریۃ۔	

ختمُ النبوۃِ

اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم   بسم اللہ الرحمان الرحیم

حامداً وَّ مصلیاً و مسلماً۔   قال اللہ عزّ و جلّ :

ما کان محمدٌ ابآ احدٍ من رجالکم ولٰکن رسول اللہ وخاتم النّبیین و کان اللہ بکل شیءٍ علیماً

(الاحزاب: ۴۰)

حمد وثنا اللہ لیس کمثلہٖ شئی کیلئے ،تحفۂ صلاۃ وسلام ،بعد اللہ، بزرگ ترین کے لئے، جو خاتم الزماں والمکاں متخلّق ومتولّد ہوئے۔ میری مراد ہیں ،حضرت سیّدنا امام الانبیآءٖ ختم الرسل احمد المجتبٰے محمد المصطفٰے النبی الامی صلّی اللہ تبارک وتعالٰی علیہ والہٖ وصحبہٖ وبارک وسلّم صاحبِ الخاتم ،وبہٖ علینا فی الآخرت والاُولٰی :امین۔

السابق:

ہمیشہ سے ایسا ہوتا آ رہا ہے کہ انسان نائبِ شیطان بن کر عداوتِ انسان کی ذمہ داری اٹھاتا رہا ہے پھر یہ بھی ہمیشہ سے ہوتا آ رہا ہے کہ اللہ الرحمٰن خالق انسان لوگوں کو عداوت الاعداء سے بچانے کیلئے خود انسان کو ہی محافظِ ایمان اور ھادی الی الجنان بناتا رہا ہے مگر یہ انسان جو مرکب ہے من الخطاء والنسیان راہ سے بے راہ ہوتا رہا ہے۔ عقل وخرد کا دامن چھوڑ کر، ھادی من المنّان کا ہاتھ جھٹک کر، متّبعِ الشیطان، پیروِ وادیانِ موجب خزل وخسران، راہبر بطرفِ نیران بن کر مستحقِ دائمی عذاب ،محروم من الثواب، بسبب ہونے مخالفِ صواب، اپنے پیشواء ناصواب عاقبت خراب، کے ساتھ محلِ نفرتِ مؤمنین ،حقدارِ لعنتِ ملآئکہ ورب العالمین بنتا رہا ہے۔

وَقَطَّعنا ھُم فی الارضِ اُمماً مِنھُم الصالِحُونَ وَمِنھُم دُونَ ذالِکَ (الاعراف:۱۶۸)

تمہید:

شروع دن سے آج دن تک پوری قومِ مسلم کا عقیدۂ ایمانی ہے کہ ''حضرت محمد رسول اللہ ﷺ العربی القرشی الھاشمی النبی الامی ابن عبداللہ بن (عبدالمطلب) شیبہ بن عمرو (الھاشم)، اللہ وحدہٗ لاشریک لہٗ کے سارے انبیآء علیہم السلام میں سب سے آخری نبی ہیں۔ رتبہ میں بھی، زمانہ میں بھی۔ ہر طرح سے۔ آپکے متولد ہونے سے تا قیامت۔ کسی قسم کا۔ (لوگوں نے قسمیں گھڑ لی ہیں، سب باطل ہیں۔) کوئی نبی متولّد ہوا نہ ہی ہوگا۔ اگر کسی نے اس دوران دعوٰئے نبوت کیا تو قومِ مسلم کے ہر فرقہ نے اجتماعی طور پر اسکی تکذیب کی۔ اُسکا خوب مقابلہ کیا۔ نیز لوگوں کے سامنے اسے دلائلِ قاہرہ و براہین قاطعہ سے جھوٹا ثابت کیا۔ اور اس طرح مسلمانوں کو کفر سے بچالیا۔

'یہ عقیدہ اُن عقائدِ ایمانیہ اسلامیہ ضروریہ میں سے ہے جن پر ایمان لانا ضروری ہے۔ اس میں کسی بھی تبدیلی کا مرتکب، مؤمن یعنی مسلمان نہیں ہوسکتا۔ اس عقیدہ کے مآخذ (۱) القرآن المجید (۲) الحدیث النبوی المتواتر (۳) اجماعُ امّتِہٖ محمدیہ ہیں۔ یعنی یہ عقیدۂ ختم النبوۃ قرآنِ کریم، حدیث شریف اور اجماعِ قومِ مسلم سے قطعی طور پر ثابت ہے۔ (قطعی الثبوت و قطعی الدلالہ)۔

تعارف الکلمات:

اس عقیدۂ ضروریہ کو کماحقہٗ سمجھنے کیلئے چند کلمات کی تحقیق مفید ہے تاکہ معنٰی و مفہوم متعین ہو اور قومِ مسلم و غیرِ مسلم دل جمعی سے اس عقیدہ کو بخوبی و بسہولت ذھن نشین کرلیں۔

۱:) اللہ: اسمُ ذاتِ واجبِ الوجودِ۔ مستجمع لجمیعِ الصفات الحمیدہ۔ المنزہِ عن القبائحِ۔ الازلی الابدی۔ لااوّل لہٗ ولا آخرلہٗ۔ لیس کمثلہٖ شئ۔ لاالہ الّاھُو [لفظ اللہ' لازماً موجود ذات' کا نام ہے، جو ذات ساری قابلِ تعریف صفتوں کو لئے ہوئے ہے۔ ساری گھٹیا باتوں سے پاک ہے۔ ہمیشہ ہمیشہ سے ہے، ہمیشہ ہمیشہ کیلئے۔ نہ اسکی ابتدآء، نہ انتہآء۔ اسکی ذات کی طرح کچھ نہیں۔ صرف وہ اِلہ۔

۲:) الرسول: (ا) ھو رجلٌ من الانس، الّذی انزل اللہُ کلامَہٗ علیٰ قلبہٖ لتعلیمِ امّتہٖ واصلاحِہم۔ یصدرُعنہُ اُمُورٌ خارِقَۃٌ للعادۃِ لاثباتِ دعواہُ بانّہٗ رسولُ اللہِ۔ [اللہ کا رسول انسانوں میں سے ایک مرد ہوتا ہے، جسکے دل پر اللہ تعالیٰ نے اپنا کلام اتارا ، اُسکی امت کی تعلیم واصلاح کیلئے۔ اس سے اسکے دعوی نبوت کے ثبوت کیلئے ایسے کام سرزد ہوتے ہیں جو اور لوگوں سے نہیں ہوتے۔]

(اا) ھو انسانٌ بَعَثَہُ اللہ تعالیٰ الی الخلقِ لتبلیغِ الاحکام۔ (شرح النسفی) [وہ مرد انسان جسے اللہ تعالیٰ نے (اٹھا) بھیجا مخلوق کی طرف، اپنے احکام پہنچانے کیلئے۔]

۳:) النبی: (النّبِیُٔ والنّبِیُّ): (ا) اللہ تعالیٰ کی طرف سے الہام کی بناء پر، غیب کی باتیں بتانے والا۔

(منجد مترجم از تقی عثمانی صاحب وغیرہ)

(اا) وہ مرد انسان جو من جانب اللہ امورِ غیبیہ پر مطلع ہو کر جن وانس کو انسے آگاہ کرنے کا ذمہ دار ہو اور اپنی نبوۃ کا دعوی کر کے آیات بیّنات (معجزہ) کی مدد سے اس دعوی کو ثابت کرے۔

۴:) وحیٌ: (ا) اشارہ کرنا، پیغام بر بھیجنا، دوسروں سے چھپا کر بات کہنا اور لکھا ہوا۔

(اا) غالب طور پر انبیآء علیہم السلام کے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو القآء ہو، (یہ لفظ) اسپر استعمال ہونے لگا۔ (مصباح اللغات)

کلام اللہ کو بھی، اور اس کلام کے لانے والے فرشتہ، یعنی جبریل امین علیہ السلام کو بھی وحی کہتے ہیں۔ اُس وحی کو وحیِ رسالۃ کہتے ہیں جو نبی اللہ پر برائے تبلیغ آتی ہے۔ اسی کیلئے فرمایا ’واللہُ یعلمُ حیثُ یجعلُ رِسالتہٗ‘۔ اب اسکا دروازہ ہمیشہ کیلئے بند ہے۔ (بعد محمد الرسول اللہ ﷺ)۔

۵:) القرآن: (ا) القرآن الّذی ھو کلام اللہ تعالیٰ مکتوبٌ فی مصاحفنا، محفوظٌ فی قلوبنا، مقروٌّ بالسنتنا،

مسموع بآذاننا، غیرُ حالٍ فیہا۔ [قرآن وہ جو کہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے، لکھا ہوا ہمارے اوراق میں، محفوظ ہمارے دلوں میں، پڑھا ہوا ہماری زبانوں کا، سنا ہوا ہمارے کانوں کا؛ ان میں گھلا ہوا نہ۔ یعنی اس میں حُلول کیا ہوا نہیں۔]

(ii) انّ القرآن اسمٌ لما نُقِل اِلینا بین دَفتَیِ المصاحف تواتراً۔ (عقائد نسفی) [یقیناً قرآن اس چیز کا نام ہے، جو ہماری طرف منتقل ہوئی مصاحف کے دو گتّوں کے درمیان، متواتر طور پر۔ (تواتراً من نسلٍ الیٰ نسلٍ)

(iii) القرآن کلام اللہ تعالیٰ فی المصاحف مکتوبٌ و فی القلوبِ محفوظٌ و علی الالسنۃِ مقروٌّ و علی النبیّ ﷺ منزل ولفظنا بالقرآنِ مَخلُوقٌ وقِراتُنا لہٗ مخلوقٌ و کتابتنا لہٗ مخلوقۃ و القرآنُ غیرُ مخلوقٍ۔۔۔وکلامُ موسیٰ علیہ السلام من المخلوقین مخلوقٌ، والقرآنُ کلام اللہ تعالیٰ فھو قدیمٌ لا کلامُھم (الفقہ الاکبر، من امامِ اعظم ابی حنیفۃ نعمان بن ثابتٍ رضی اللہ تعالیٰ عنہما) [القرآن اللہ تعالیٰ کا کلام ہے، ورقوں پر لکھا ہوا، دلوں میں محفوظ، زبانوں پر جاری، حضرت النبی ﷺ پر نازل شدہ۔ قرآن کا ہمارا تلفظ کرنا مخلوق ہے، ہمارا اسے پڑھنا مخلوق ہے، اسکو ہمارا لکھنا مخلوق ہے، مگر القرآن (خود) مخلوق نہیں۔۔۔کلام اللہ غیرُ مخلوق ہے۔ کلام موسیٰ علیہ السلام اور مخلوق کا کلام بھی مخلوق ہے، مگر القرآن، جو کلام اللہ ہے وہ قدیم ہے، نہ کہ اُن سب کا جو مخلوق ہیں۔]

(iv) عرفہٗ ائمۃ الاصول بالمکتوب فی المصاحف بالتواتر وجعلوہ اسماً للنظمِ والمعنیٰ جمیعاً۔ [اصول کے اماموں نے اسکا تعارف یوں کرایا: مصاحف میں متواتر طور پر لکھا چلا آنے والا۔ اور اسے الفاظ و معنیٰ کا مجموعہ قرار دیا۔ (النسفی۔)]

(v) الکتاب المنزل علیٰ رسول اللہ ﷺ المنقول عنہ نقلاً متواتراً بلا شبہۃٍ وھو اسمٌ للنظمِ والمعنیٰ جمیعاً۔ (نورالانوار)

[حضرت محمد رسول اللہ ﷺ پر نازل ہونے والی کتاب جو نقلِ متواتر کیطور پر منتقل ہوتی چلی آرہی ہے بغیر کسی شک وشبہ کے، اور القرآن نام ہے الفاظ ومعنیٰ کے مجموعہ کا یعنی ہر دو کا۔

٦:) الحدیث ۔ (ا) الحدیث فی اللغت الجدید من حدث الامر ۔ [لغت میں جدید کو حدیث کہتے ہیں ۔]

{حضرت سیدنا عمر الفاروق کو محدِث اسی معنیٰ میں کہتے ہیں کہ آپ جدّت طراز ہوئے ۔ رضی اللہ عنہ ۔}

(چونکہ القرآن کلام اللہ ہے، صفت اللہ ہونے کی بناء پر قدیم ہے۔ حدیث شریف ایسی نہ ہونے کے سبب جدید) نیز بات چونکہ واقعہ سے متعلق ہوتی ہے، حدیث وخبر کہلاتی ہے۔ 'الحدیث الخبر'۔

(اا) الحدیث فی عرف العامۃ، الکلام، وفی عرف الشرعِ، ما تُحدّثُ عن النبیﷺ وکانّہ لُوحظ فیہ مقابلۃٌ للقرآنِ لانہٗ قدیمٌ وھٰذا احدیثٌ ۔' (عمدۃُ القاری، باب الحرص علیٰ الحدیث)۔

(ااا) کلمۃ الحدیث عند الفقہاءِ یُطلق علیٰ قولِ رسول اللہ، یُقال للحدیث خبرُ رسول اللہ۔ ہو بمنزلۃِ الکتاب فی حقِ لزومِ العلمِ والعملِ بہٖ ۔ (اصول الشاشی) [حدیث کا لفظ حضرت رسول اللہ ﷺ کے قول کیلئے بولا جاتا ہے۔ اس حدیث کو خبرِ رسول بھی کہتے ہیں۔ حدیث علم وعمل کو لازم کرنے میں قرآن کے رتبہ پر ہے۔]

(iv) عند المحدثین، روایۃُ قولِ رسولِ اللہِ اوفعلہٖ اوتقریرہٖ [لفظِ حدیث (بمقابلہ قرآن) فرامینِ رسول اللہ پر بولا جاتا ہے۔] (الدرایۃ لامجد العلی) {تقریر کا معنیٰ ہے: کام ہوتا دیکھنا اور اسے برقرار رکھنا (کچھ نہ کہنا)}

حدیث عند المفسرین۔ الحکمۃ (الحدیث) ھی السُنّۃُ ۔ (نقل عن قتادۃ التابعی المفسر) [مفسرین حدیث کو حکمۃ کہتے ہیں جو سنّتِ رسول ہوتی ہے۔ (یعنی قرآن مجید میں جہاں، رسول اللہ کو الحکمت کے دیئے جانے کا ذکر آیا ہے وہاں الحکمہ، سنتِ رسول کو کہا گیا ہے۔ از پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمہ اللہ۔)

(v) الحکمۃ، ھی العلمُ باحکام اللہ تبارک، الّتی لایُدرک علمھا الّا ببیانِ الرسول، وھی الحدیث ۔ [الحکمہ اللہ تبارک کے احکام کا علم ہے۔ جسکا علم صرف رسول کے واضح فرمانے سے ہوسکتا ہے اور یہی حدیث ہے۔

۷:) الحدیث المتواتر: (ا) الحدیث المتواتر الذی رواہ قومٌ لا یُحصیٰ عددہم ولا یتوہّم تواطئہم علیٰ الکذب؛ لکثرتہم وتباینِ اماکنہم وعدالتہم۔ عددہم کل ما یحصل بہٖ العلم الضروری۔ (نورالانوار)[جس حدیث کو اتنے لوگ روایت کریں کہ انکی تعداد گنی نہ جا سکے اور انکے جھوٹے ہونے کا وہم تک نہ ہوتا ہو، انکا اتنی تعداد میں ہونے، انکا مختلف علاقوں کے ہونے اور انکا صاحب عدل وانصاف ہونے کے سبب۔ اُنکی تعداد اتنی ہو کہ جس سے حاصل ہونے والی معلومات قطعی ہوتی ہیں۔

(اا) الخبر المتواتر: ھوالخبر الثابت علیٰ السنۃ قومٍ لا یتصور تواطئہم علیٰ الکذب۔[خبر (حدیث) متواتر وہ ہوتی ہے جو ثابت شدہ ہو ایسے لوگوں کے منہ سے جنکا کذب پر چل پڑنا غیرِ متصور ہو۔]

۸:) المجتہد۔ (لغۃً) وہ جو سخت کوشش کرتا ہو (اصطلاحاً) صرف وہ جو قرآن مجید پر (صحیح) ایمان رکھتا ہو، ،حدیث کو کماحقہٗ مانتا ہو، سارے صحابہ کرام کو برحق تسلیم کرتا ہو، صاحِب علم وتقوٰی اور عادل، راشد و کامل مسلمان ہو۔ ایسا شخص جب صحیح اصولوں پر قرآن وسنت میں غور کر کے رائے قائم کریگا، مجتہد کہلائیگا۔

۹:) الاجماع: (ا) مجتہدین من امۃ محمدیہ (علیٰ صاحبہا وعلیہم الثناء والسلام والتحیہ) کا اپنے عہد میں کسی امر پر ایک رائے ہونا، اجماعِ امت کہلاتا ہے جو اُتنا ہی واجبُ التسلیم ہے جتنا کہ قرآن کریم وحدیث متواتر یعنی اجماع امت بھی قرآن وحدیث کے برابر حجۃ (دلیل بننے کی اہلیت کا حامل) ہے۔ چنانچہ فرمایا: الاجماع فی للغۃ الاتّفاق، وفی الشریعۃ اتفاق مجتہدین صالحین من امۃ محمد (صلی اللہ علیہ وعلیہم) فی عصرٍ واحدٍ علیٰ امرٍ قولیٍ اوفعلیٍّ (نورالانوار) (لغت کی رو سے) باہم متفق الخیال ہونے کو اجماع کہتے ہیں۔ اور ازروء قانون اسلام کسی قولی یا فعلی معاملہ میں امۃ محمدیہ کے ایک ہی زمانہ کے صالحین مجتہدین کا اتفاق کرنا۔

التنبیہ:۔ القرآن، الحدیث، الحدیث المتواتر اور الاجماع کا شرعی رتبہ۔

القرآن المجید: یہ کلام اللہ العظیم ہے جسکی تصدیق واقرار فرد ایمانی ہے اسکی سات متواتر قرائات پر ایمان لانا ضروری ہے۔ اور اسکے اجماعی معنیٰ کا انکار کفر ہے۔

الحدیث: جسطرح الکتاب سے علم حاصل ہوتا ہے حدیث بھی بمنزلۃ الکتاب علم وعمل کولازم کرتی ہے۔

الحدیث المتواتر: مصداقہٗ وقوع العلم من غیر شبہۃ [شرح عقائد] (اسکی دو قسم ہیں ا: متواتر لفظی ۲: متواتر معنوی۔ حکمِ ہردو ایک ہی ہے۔) حکم المتواتر، انّہٗ یوجب علم الیقین کالاعیان علما ضروریا۔ [اس سے علم الیقین حاصل ہوتا ہے۔ (ضروری، بدیہی کو کہتے ہیں۔ یعنی فی الفور حاصل ہوجانے والا۔)

الاجماع: یثبت المراد بہٖ علیٰ سبیل الیقین (فیُکفّرُ جاحدہٗ) نورالانوار۔ [اجماعی مسئلہ سے جو کچھ مراد ہوتا ہے شرعی طور پر یقینی ہوتا ہے۔ (لھٰذا اسکا منکر کافر ہوجاتا ہے۔) سب سے بلند رتبۂ اجماع، صحابہ کا اجماع ہے۔ اجماعی طور پر جو کچھ انہوں نے کہا اور کیا، وہ قطعی ہے۔ اسکے انکار کی گنجائش ہی نہیں۔]

توجہ! ''اِجماعُ الُامّتِ حُجّۃٌ'' کی دلیل۔

(ا) حضرت امام رازی رحمہ اللہ نے آیت، کُنتم خیرَ اُمّتٍ.... (آلِ عمران، ۱۱۰) پر لکھا: اِحتَجَّ اصحابُنا بِھٰذہٖ الآیت علیٰ انَّ اجماع الامت حجۃٌ (تفسیر کبیر) [اس آیت سے ہمارے بزرگوں نے یہ دلیل لی کہ امت محمدیہ کا اجماع حجت ہے (حجت قطعیہ) اسکےعلاوہ بھی امام رازی نے لکھا جسکا ترجمہ:

اس آیت میں امتِ موسیٰ علیہ السلام سے امت محمد ﷺ کو بہتر قرار دیا گیا ہے۔ اور قرآن میں امت موسیٰ کے بارہ میں فرمایا: ومن قوم موسیٰ امۃ یھدون بالحق وبہٖ یعدلون۔ (الاعراف، ۱۵۹) اور امت محمدیہ کے بارہ میں قرآن میں ہے: کنتم خیر امۃ اخرجت... چنانچہ ضروری ہوا کہ یہ امت، اُس امت سے افضل ہو۔ اس کی روء سے یہ امر ضروری ٹھہرا کہ یہ امت صرف حق فیصلہ کرے، ورنہ تو افضل نہ ہوگی۔ لھٰذا اس امت کا اجماع حق ہوا جو حجت ہے۔ نیز لکھا:...مذکورہ آیت میں آئے ہوئے، المعروف اور المنکر، میں 'الؔ' استغراق کے ہیں۔ جسکا مفاد یہ ہے کہ یہ امت ہر معروف کا امر کرے اور ہر منکر کی نہی۔ جب یہ بات ثابت ہوگئی تو پھر اس امت کے اجماع کا حجت ہونا لامحالہ حق وصدق ہوا۔

(اا) حضرت الشیخ احمد ملاجیون سرہندی رحمہ اللہ نے لکھا: لتکونوا شھدآء علیٰ الناس.. (البقرہ:) المقصود

من الآیٰت فی ھٰذا المقامِ ،قد استدل الشیخ ابومنصور ماتریدی رحمہ اللہ بالآیت: انّ الا جماعَ حجۃٌ لا نّ اللہ تعالیٰ وَصّفَ ھٰذہِ الامۃ بالعدالۃِ ۔والعدل ھوا لمستحقُّ بقبولہٖ۔ فاذا اجمعوا علیٰ شئیٍ وشہدوا بہٖ لزم قبولہٗ۔ ھٰکذا ذُکر فی المدارکِ والیہ مالَ القاضی البیضٰوی ۔وتمسّکَ الشیخ الامام فخر الاسلام البزدوی (رحمہم اللہ) ایضاًبہٖ وباثنین اٰخیرَینِ ؛قولہٖ تعالیٰ ،کنتم خیر امۃ اخرجت...وقولہ من یشاقق الرسول....۔(التفسیرات الاحمدیہ)

[اسجگہ اس آیت سے مقصود یہ ہے کہ: عظیم استاد...نے اس آیت سے یہ استدلال فرمایا کہ یقیناً اجماعِ امت حجہ ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس امت کو عدل والا قرار دیکر اسکی توصیف فرمائی۔ اور عدل تو قبولیت کا مستحق ہوتا ہے۔ جب مسلمان کسی چیز پر اتفاق کرلیں اور اسکی گواہی دیں تو اسے قبول کرنالازم ہوجاتا ہے۔ تفسیر المدارک میں بھی اسی طرح ہے۔ اور قاضی بیضاوی ؒبھی اسی طرف مائل ہیں۔ اور عظیم استاد جلیل القدر امام بزدوی نے بھی اسی کا دامن پکڑا ہے۔ انہوں نے ان مذکورہ آیتوں کے علاوہ، مزید دوآیتوں سے بھی استدلال فرمایا۔ ۱: کنتم خیر امۃٍ...(آلِ عمران،۱۱۰) ۲: وَمن یُشاققِ الرسولَ (النساء۱۱۵)

(۱۱۱) حکیم الامت حضرت احمد یار خان رحمہ اللہ سے ہے: (وکذالک جعلنٰکم امۃ وّسطاً...البقرہ ،۱۴۳.) مسلمانوں کا اجماع شرعی حجت ہے۔ کہ جو مسئلہ قرآن وسنّت میں مذکور نہ ہواور علماء کرام متفقہ طور پر اسکا کوئی فیصلہ کرلیں تو اس فیصلہ کا ماننا ایسا ہی ضروری ہوتا ہے، جیسا کہ قرآن وحدیث متواتر کا۔

نیز: رب تعالیٰ نے مخالفتِ رسول اور مخالفتِ اجماعِ امت ،دونوں کی سزا جہنم قرار دی ہے۔ لھٰذا خلافتِ صدّیق وفاروق کا منکر قطعا کافر ہے کہ وہ اجماعِ صحابہ کا منکر ہے۔ (آیت ومن یشاقق الرسول. (النسآء:۱۱۵{اسی طرح منکر خلافت عثمان الغنی ،علی المرتضیٰ کیونکہ یہ بھی مجمع علیہ ہیں (الصواعق المحرقہ } (انکی خلافتوں کو حق ماننا ہوگا۔ خلافت ماننا اور حق نہ ماننا بھی انکارِ اجماع ہے جو صاف کفر ہے۔ من ہٰذا س)

۱۰): ضروریات دین۔ دینِ اسلام کے وہ اہم بنیادی امور جنکی تصدیقِ قلبی اور اقرار لسانی ہر انسان (اور جن بھی) کیلئے لازمی ہے، ورنہ کوئی مسلمان نہیں ہوسکتا۔

۱۱:) ایمان۔ (ا) لغت میں ہے: اٰمَنَہٗ ایمٰناً = امن دینا، آمن بہٖ = تصدیق کرنا، یقین کرنا۔ مؤمن = ماننے والا، تصدیق کرنے والا، اللہ تعالیٰ کے احکام پر ایمان لانے والا (۱۱) اٰمن: اصل الامنِ طمانیۃ النفس وزوال الخوف۔ (۱۱۱) الایمان یُستعمل تارۃً اسماً للشریعۃِ الذی جآءبھا محمد ﷺ ویصف بہٖ کل من دخل فی شریعتہٖ مقراً باللہ وبنبوتہٖ (المفردات) [امن در حقیقت اندر سے پرسکون ہونے اور خوف کے ہٹ جانے کا نام ہے۔ اور ایمان کبھی تو اس طریق حیات وموت کا نام ہوتا ہے جو حضرت محمد ﷺ لائے۔ اور کبھی اسکا وصف کہلاتا ہے جو اللہ تعالیٰ اور انکی دی ہوئی نبوت کا اقرار کر کے انکی شریعت میں داخل ہوا۔]

(v) ضروریات دینیہ کی دل سے تصدیق اور انکا زبان سے اقرار کرنا۔ {(ایمان کی تعریف معرفت اللہ سے بھی کی گئی ہے۔ یہ حضرت امامِ اعظم رضی اللہ عنہ نے کی۔ (الفقہ الاکبر)} صاحبِ ایمان کو مؤمن اور مسلم کہتے ہیں۔ اسطرح مؤمن اور مسلم میں نسبت تساوی ہے۔ جوازرو ءِ شرع درست ہے۔ زمانہءِ نزول القرآن میں ایسے لوگ بسبب صحبتِ رسول صحابی رسول کہلائے۔ صحابہ ءکرامؓ کو قرآن میں مؤمن کہا گیا ہے۔

۱۲:) کافر: لغت میں چھپانے والے کو کہتے ہیں۔ اور اصلاح میں کسی بھی ضرورتِ دینیہ اسلامیہ کا انکار کرنے والا۔ خواہ اعتقاداً خواہ عملاً۔

۱۳:) (ا) منافق: النفق، جلد علیہدہ ہونا۔ نافَقَ نفاقاً، دل میں کفر چھپا کر، خود کو صاحبِ ایمان ظاہر کرنا اسی سے ہے 'منافق' (یہ اسمِ فاعل ہے) نیز النافق بمعنیٰ بکنے والا، (سامان) از روئے اسلام یہ شخص عام کافر سے بدتر شمار کیا جاتا ہے۔

(۱۱) امام راغب رحمہ اللہ نے لکھا: النِفاق، ھوالدخول فی الشرع والخروج عنہ من بابٍ۔ انّ المنافقین ھُم الفاسقون۔ ای الخارجون من الشرعِ وجعل اللہ المنافقین اَشرّ اًمن الکافرین۔

۱۴:) مرتد: یہ ارتداد سے ہے، جسکا معنیٰ رد کرنا، واپسی چاہنا، اپنے قدموں پر لوٹنا اور اپنے دین سے پھر

جانا۔(منجد)

(۱۱) الردُّ: صرف الشئی بذاتہٖ او بحالہٖ من احوالہٖ۔: ارتد اد وردّۃ، رجوعٌ فی الطریق الذی جآء منہُ۔ ولٰکن الردّۃ تختص بالکفرِ، والارتد اد یستعمل فیہ وفی غیرہٖ۔ وھوالرجوع من الاسلام الی الکفر۔(مفردات)[کسی چیز کا بذاتِ خود بدل جانا یا اپنی حالت سے پھرنا۔ ارتد اد اور ردت ہر دو کا معنیٰ ہے، جس راہ سے آیا، اسی سے واپس ہو۔ ردت کفر کے معنیٰ کے ساتھ خاص ہے اور ارتد اد کفر وَغیرُہٗ میں استعمال ہوتا ہے۔]

چند ضروری اصطلاحات سے آگہی کے بعد اب عنوانِ مکتوب کی تحقیق پیش ہے۔

تحقیق العنوان وھو ''ختم النُّبوۃِ''

۱:) ختمٌ۔ بلوغ الآخرِ انتہآء کو پہنچنا۔(تفسیر نعیمی)..... ختم ہونا، تمام ہونا۔(مفردات راغب)

۲:) تارۃً یُعتبر منہُ بلوغ الاخیر۔ قیل: ختمت القرآن، ای انتھیتُہٗ الیٰ آخرہٖ۔(مفردات وعینی)[اس سے مراد آخر تک پہنچنا۔ کہا جاتا ہے؛ میں نے قرآن پورا پڑھ لیا یعنی اسے (اسکی تلاوت کو) انتہآء تک پہنچایا۔

۳:) خاتمہ۔ اخیر یعنی انتہآء۔

۴:) ختم، الخاتِم، الخاتَم۔ مہر، انگوٹھی، انجام، اختتام۔(منجد)

۵:) ختم الشئی۔ مہر لگانا، کام سے فراغت پانا، (لغاۃُ العرب، القاموس، اقرب الموارد، لسان العرب)

۶:) خاتم القوم۔ آخرُہم۔(مفردات)

۷:) ختم الاناء۔ چیز اپنے انجام کو پہنچی (ختم ہوگی۔)، برتن کا منھ بند کر کے اسپر مہر لگادی گی۔(ًً

۸:) ختم الشئی۔ بلغ آخرہٗ؛ چیز اپنے آخر کو پہنچی۔(یعنی آخری فرد بھی آ گیا)ً

۹:) خاتمُ النبیینَ ای آخرالنبیین۔

۱۰:) خاتمُ النبیین۔ لانّہٗ ختم النبوۃ ای اتمّھا بمجیئہٖ [آخری نبی، کیونکہ اسنے نبوۃ کو ختم کر دیا یعنی اپنی آمد سے اسے پورا کر دیا۔ [التیم۔(عشق کے ہاتھوں عقل کا خراب ہونا۔ اور بمعنیٰ عبد)]

--[-- الحاصل --]--

لغات وغیرہ کے مطالعہ سے واضح ہوگیا کہ کلمہ ''ختم'' کا معنیٰ کسی چیز کا اختتام پزیر ہونا ہے۔یعنی اس مرحلہ کو پہنچنا ہے کہ اُسکے بعد وہ چیز اعادہ نہ کرے۔ بچ نہ رہے کہ کسی اور کو دی جائے۔اسطرح کہ آخر میں جسکو دی گئی وہ آخری تھا۔نبوۃ کا اختتام اس معنیٰ میں ہے۔اسلئے خاتم النبین کا بھی۔

تمام ضروری اصطلاحات کے تعارف کے بعد عقلِ سلیم وشخصِ شریف کیلئے مندرجۃ الصدر دعویٰ کو آیات بینات قرآنیہ، احادیث نبویہ صحیحہ صریحہ متواترہ اور اجماعِ امتِ مسلمہ کی مدد سے سمجھنا آسان اور توفیقِ الٰہی سے اسے دل سے قبول کرنا واقعی مبارک ہوگا۔

اثبات الدعویٰ باالایات القرآنیۃ:

تکرارُالدعویٰ:

ہمارے آقاء حضرت احمد خاتَم الانبیآء سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ الہ وصحبہ وبارک وسلم۔اللہ وحدہٗ لاشریک لہٗ کے آخری نبی (رسول) ہیں کہ انکے بعد کوئی نبی نہیں۔(یعنی انکی ولادت کے بعد کسی نبی کی ولادت نہیں) بابِ نبوت ہمیشہ کیلئے بند ہو چکا۔کسی کو نبی متولّد بعد از ولادتِ محمد بن عبداللہ الہاشمی الامّی (یعنی از اولاد سیدنا اسماعیل علیہ السلام) ماننا کفر اور ارتداد از دینِ اسلام ہے۔آپکے بعد دعویٰءِ نبوت کرنے والا (نبوۃ کی کوئی سی بھی قسم تراشے) جھوٹا اور فریبی ہونے کے سوا کچھ نہیں۔وہ کافر ہے۔

قرآنی آیات۔

ایت ١۔):مَا كَانَ مُحَمَّدٌ......وَخَاتَمَ النَّبِيِّنَ.(.الاحزاب،٤٠)۔

''النبین''میں 'ال' استغراقی ہے۔سارے انبیآءؑ کے اسمیں مستغرق ہونے (آجانے) کامفاد یہ ہوا کہ کلمہ 'خاتم' (مضاف) سبکو اپنے حکم میں لے رہا ہے اور اپنے مضاف الیہ کے معنی کے اختتام کو پہنچنے کی

خبر دے رہا ہے۔لھذا سارے انبیآء جن میں حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ آخری ہیں، کی تعداد پوری ہوگئ اور اب کوئ بھی باقی نہ رہا۔اصول یہ ہے کہ کلمہ مشتقہ پر، اسکے مشتق منہ کا حکم نافذ ہوتا ہے۔لھذا نبوت کے تمام ہونے اور حضرت محمد رسول اللہ کی ولادت کے بعد کسی بھی نبی کے متولد ہونے اور بحیثیت نبی جلوہ گر ہونے کا امکان جاتا رہا۔اسی وجہ سے جس کسی نے بھی دعویٰ نبوت کر کے قرآن کی تکذیب کا ارتکاب کیا وہ کافر ہوا۔سلسلہء انبیآء ﷺ حضرت خاتم الانبیآء احمد مجتبیٰ علیہ التحیہ والثنآء پر تمام ہوا۔اللہ تبارک وتعالیٰ نے جتنے نبی پیدا کرنا تھے، ہو چکے۔جس نبی ﷺ کی مدح میں یہ آیت نازل ہوئ، وہ کاخِ نبوت کی آخری اینٹ قرار پایا۔اور وہ یقیناً ہمارے آقاءِ کل، ھادیِ سبل خاتمُ الرسل محمد رسول اللہ احمد نبی اللہ ﷺ ہی ہیں انکی ولادت کے بعد کسی بھی نبی کا متولد نہ ہونا (جنم نہ لینا) لابُدی ہوا، ورنہ کلامِ باری تعالیٰ شانہٗ کذب ہوجائیگا جو (اللہ پاک کے حق میں) محالِ ذاتی ہے۔

اقوالُ علماءِ تفسیر رحمہم اللہ:

[۱] امام رازی:..وخاتم النبین"، وذٰلک اِنّ النبی الذی یکون بعدہٗ نبیٌ اِن ترک شیءً من النصیحت والبیان یَستَدرِکہٗ مَن یأتی بعدہٗ۔ اِمّا مَن لا نبیّ بعدہٗ یکُونُ اشفقُ علیٰ امتہٖ واھدٰی لھا وَ اجدٰی۔ اِذھو کوالِدٍ لولدہٖ الذی لیس لہٗ غیرُہٗ من احدٍ۔ "وکان اللّٰہُ بکلّ شیءٍ علیماً"۔یعنی عِلمہٗ بکل شئی، دخل فیہ اَن لا نبیّ بعدہ۔ فعلم اَنّ من الحکمت اِکمالُ شرعِ محمدٍ ﷺ۔ (الکبیر) [اگر خیر خواہی اور مکمل تعلیم دینے میں سے اس نبی نے کچھ چھوڑ دیا، جسکے بعد اور نبی ہو، تو بعد میں آنے والا نبی اس بقیہ نصیحت اور بیان کو لے گا تا کہ اسکی تکمیل کرے۔اور وہ نبی جسکے بعد اور نبی نہ ہو، اپنی امت کے حق میں زیادہ شفقت کرنے والا، بڑھ کر راہ نمائ کرنے والا اور زیادہ سے زیادہ حق خیر خواہی ادا کرنے والا ہوگا۔کیوں کہ وہ نبی امت کے حق میں ایسے والد کی مانند ہوگا جسکے بچہ کا اسکے سوا دنیا میں خیر خواہی کرنے والا اور کوئی نہ ہو۔(وہ والد اپنے بچہ کی تعلیم وتربیت میں کوئی کمی نہ کریگا۔اسکی بہتری کیلئے ہر ممکن کوشش کر کے اسے درجہ کمال تک پہنچائیگا۔

اسی خاصہ ءِمحمد رسول اللہ کی طرف متوجہ کرتے ہوئے رب العالمین نے فرمایا ''الیوم اکملت لکم دینکم'...۔ وَکَانَ اللہُ بِکُلِّ شَیءٍ عَلِیماً۔ فرما کر بتلا دیا کہ آپ ﷺ کے بعد کسی بھی نبی کا نہ آنا بھی اللہ کے علم میں ہے۔

چنانچہ یہ معلوم ہوا کہ حکمت کا تقاضا ٓ یہی ہے کہ شریعتِ محمد یہ کو مکمل ہونا چاہئے (نہ نبی آئے، نہ شریعت لائے۔) اور حکیم (دانا) لازماً تقاضائے حکمت کو پورا فرماتا ہے۔ (و اتممت علیکم نعمتی...)

[۲] ابوالسعود: 'وخاتَم النبیین'، ای کان آخرَہم، الذین خُتمُوا بِہٖ۔ وقُرِءَ بکسرِ التا (خاتِم النبیین) ای کان خاتَمُہم۔ ویُؤیّدُ قراءتُ بنِ مسعود، ''ولکن نبیاً خَتم النبین'۔ ''فلو کان لہٗ ابنٌ بالغٌ لکان نبیاً ولم یکن۔ (لانّہٗ) ھو خاتم النبیین۔ کما یُروٰی انّہٗ قال ﷺ فی ابراھیم (ابنٍ لہٗ) حین توفّی (ابراھیم بنُ رسولِ اللہِ) لَوْ عاشَ لکانَ نبیاً۔

ولایقدحُ فیہِ نُزولُ عیسیٰ ﷺ (بن مریم) بعدہٗ۔ لانّ معنی کونہٖ خاتم النبیین انّہٗ لایُنبّاَ بعدہٗ، وعیسیٰ کان قبلہٗ وحین ینزلُ انما ینزل عاملاً علیٰ شریعت محمدٍ صلی اللہ علیہ وسلم ومصلیاً الیٰ قبلتہٖ کانّہٗ بعضُ امتہٖ۔ (تفسیر ابی سعودٍ)

[یعنی آپ انبیاً کے آخری ہیں، جو آپ پر ختم ہوگئے۔ یہ لفظ خاتم بھی پڑھا گیا ہے۔ تو معنی ہوا 'آپ اُن کے ختم کرنے والے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن مسعود کی روایت بھی اسی معنیٰ کی تائید کرتی ہے۔ آپ نے پڑھا: 'لیکن نبی ہیں سارے نبیوں کے ختم کرنے والے۔ (آخری نبی)۔ اگر آپ ﷺ کا کوئی بالغ بیٹا ہوتا تو وہ ضرور نبی ہوتا حالانکہ نہیں ہوا۔ آپ ﷺ آخری نبی ہیں جیسا کہ روایت ہوا۔ آپ نے اپنے بیٹے ابراہیم کے بارہ میں، جب وہ فوت ہوئے تھے فرمایا تھا: اگر یہ زندہ رہتا تو ضرور نبی ہوتا۔

اس بارہ میں یہ اعتراض نہیں کیا جا سکتا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو تو نازل ہونا ہے، آپ ﷺ کے بعد؟ کیوں کہ خاتم النبین' کا یہ معنی ہے کہ، آپ ﷺ کے بعد کسی کو نبوت نہیں دی جائے گی۔ (نبی پیدا نہیں ہوگا۔)

حضرت عیسیٰ تو وہ ہیں جو آپ سے پہلے ہوئے، اور جب آسمان سے اتریں گے تو شریعت محمد یہ پر عمل پیرا ہونگے اور آپ ہی کے قبلہ کی طرف نماز پڑھیں گے۔ گویا کہ آپکے امتی ہونگے۔]

[۳] علی بن محمد: وخاتم النبیین، ختم اللہ النبوۃ فلا نبوۃ بعدہ ولا معہٗ۔ قال ابن عباسٍ رضی اللہ عنہما: یُریدُ لولم اَختِم بہ النبیین لجعلتُ لہٗ ابناً یکُونُ بعدہٗ نبیاً۔ وقال: اِنّ اللہ لمّا حکم اَن لا نبیّ بعدہ لَم یُعطِہ ولداً ذکراً یصیرُ رجلاً۔

[اللہ تعالیٰ نے اپنی نبوت پوری کردی۔ تو اب نبوت نہ آپکے بعد ہوگی، نہ ہی آپ کے ساتھ۔ قولِ بن عباسؓ: اللہ تعالیٰ کی مراد یہ ہے کہا گر میں نے آپ پر انبیاء ختم نہ کردئے ہوتے تو ضرور آپ کا ایسا بیٹا بناتا جو آپکے بعد نبی ہوتا۔ (نیز) بیشک اللہ تعالیٰ نے ازل میں فیصلہ فرمایا کہ آپکے بعد کوئی نبی نہ ہو، تو آپکو ایسا بیٹا ہی نہ دیا جو جوان ہوتا۔ (تفسیر الخازن)

[۴] حافظ ابنُ کثیر: (رسول اللہ ﷺ نے)۔ ا۔ فرمایا: میں نبی امّی ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں۔
۔ ۱۱۔ پس آپکے بعد جو دعویٰ نبوت کرے وہ مفتری، دجال، گمراہ، گمراہ کن و کافر ہے۔ (تفسیر بن کثیر اردو)

[۵] شیخ احمد سرہندی: ای لم یُبعث بعدہٗ ﷺ نبیٌ قطُّ۔ واذا نزل بعدہٗ عیسیٰ علیہ السلام فقد یعملُ بشریعتہٖ ﷺ ویکون خلیفۃٌ لہٗ، ولن یحکم بشریعتِ نفسہٖ؛ وان کان نبیاً قبلہٗ۔ لوکان لہٗ ﷺ ابنٌ بالغٌ کان منصبہٗ اَن یکّون نبیاً کما قال ﷺ فی ابنہٖ ابراہیم حین تُوفّیَ: لو عاش لکان نبیاً۔

ھٰذا التفسیر الآیت علیٰ ما قالوا، والمقصود انّہٗ یُفھم من الاٰیۃِ ختم النبوۃ علیٰ نبینا۔ لانّ الخاتَم عند العاصم بفتح التا، و عند غیرہ بکسرھا۔ وعلیٰ الاول ھو من الختام الذی یُختم بہ الباب۔ واِنّما یُطلق ھاھُنا علیٰ النبی، لانہ ختم بہ ابواب النبوۃ ویُغلق الیٰ یوم القیامہ۔ وعلیٰ الثانی، یکون منہ ایضاً ای یختم النبیین ویفعل الختم۔ وتقویہ قرائۃ ابن مسعودٍؓ: لٰکِنّ نبیّنا ختَمَ النبیین۔

اوبمعنیٰ الآخرُ۔ فثبت المدعیٰ۔ والاول رأیُ صاحبِ الکشاف والآخیر رأی الامامِ زاہد۔ والمآلُ علیٰ کل التوجیہ ھو المعنیٰ الاخیر۔ ولذا فسرَ صاحبُ المدارکِ قرائت عاصمٍؓ بالآخر، وصاحب البیضاوی کلا القرأتین بالآخر۔ (تفسیرات احمدیہ) [وخاتم النبین' کا مفہوم یہ ہے کہ آپکے بعد کوئی نبی (ہرگز) نہ بھیجا جائے۔ اور جب آپکے بعد آسمان سے حضرت عیسیٰ تشریف لائیں گے تو یقیناً آپکی شریعت پر عمل کریں

گے۔ اپنی شریعت پر بالکل نہ چلیں گے۔ اور آپکے خلیفہ ہونگے۔ حالانکہ وہ قبلِ حضرت خاتم الانبیآء نبی ہوئے تھے۔ اگر ہمارے نبی کا کوئی بیٹا عمرِ بلوغ کو پہنچا ہوتا تو اسکا منصب یہ تھا کہ وہ نبی ہو۔ جیسا کہ آپ نے فرمایا تھا، اپنے بیٹے ابراہیم کے بارہ میں، جب وہ فوت ہوئے تھے: گر یہ بڑا ہوا ہوتا تو نبی ہوتا۔

یہ اس آیت کی تفسیر ہے جیسا کہ علمآء تفسیر نے فرمایا۔ انکا مقصدِ کلام یہ ہے کہ اس آیت سے ہمارے نبی پر اللہ کی نبوۃ کا اختتام ہونا سمجھا جاتا ہے۔ یہ اسلئے کہ امامِ قرائت حضرت عاصم نے الخاتم کی تا کو زبر قرار دی اور باقی قُرّآء نے زیر۔ زبر کے ساتھ پڑھیں تو وہ الختّام ہوگی جس کے زریعہ دروازہ بند کیا جاتا ہے۔

اب یہاں یہ کلمہ ہمارے نبی کیلئے لایا گیا ہے اسلئے کہ آپکے سبب درِ نبوت بند کردئے گئے اور تا قیامت بند رہینگے۔ اور دوسری صورت جو کلمہ الخاتم زیر کے ساتھ ادا کرنے کی ہے، اس سے بھی یہی مفہوم ادا ہوتا ہے کہ، نبیوں کو ختم کرنا اور عملِ اختتام بجالانا۔ اس مقصد کو ابنِ مسعود کی قرائت مزید تقویّت دیتی ہے جو ہے، وَلٰکِن نبِیّنا خَتَم النّبِین۔ یعنی، ہمارے نبی، وہ نبی ہیں جنہوں نے انبیآء کو مرحلۂ اختتام تک پہنچایا۔ یا یہ معنیٰ لیا جائے کہ آپ خود آخری نبی ہیں۔ اسطرح بھی وہی دعوٰی ثابت ہوا۔ پہلی صورت صاحب تفسیر 'الکشّاف' نے اپنائی۔ اور دوسری صورت امام زاہد نے۔ کوئی سی بھی صورت لی جائے نتیجہ ایک ہی برآمد ہوگا کہ آپ ﷺ آخری نبی ہیں۔ چنانچہ تفسیر المدارک میں حضرت امام عاصم الکوفی رحمہ اللہ کی قرائت کی تفسیر کرتے ہوئے 'الخاتم' کو 'الآخر' قرار دیا گیا۔ اور امام بیضاوی نے ہر دو قرائتوں کی تفسیر، 'الخاتم' ہی قرار دی

[٦] رحیم بخش المفسر رحمہ اللہ نے اپنے حاشیۂ تفسیرات احمدیہ میں یہی کچھ لکھا ہے۔

[٧] حضرت نعیم الدین: اللہ تعالیٰ کا حضور ﷺ کو آخری نبی بنانا علم وحکمت پر مبنی ہے۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ حضور کے بعد کوئی نبی نہیں بن سکتا۔ اب جو کوئی کسی نبی کا آنا یا اسکا امکان مانے وہ مرتد ہے۔ جیسے لا الٰہ الاّ اللہ سے معلوم ہوا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہوسکتا، ایسے ہی، 'لا نبیَّ بعدی' سے معلوم ہوا کہ حضور کے بعد کوئی نبی نہیں بن سکتا۔ یہ دونوں ایک درجہ کے محال ہیں۔ اسی طرح حضور کے زمانہ میں کوئی

نبی نہ تھا۔ نہ ہوسکتا تھا، کیونکہ خاتم النبین وہ جو سارے نبیوں سے پیچھے آئے۔ (نورالعرفان)

[۸] ۔ وخاتم النبین' آخرالانبیآء کہ آپ پر نبوۃ ختم ہوگئی۔ آپکی نبوت کے بعد کسی کو نہیں مل سکتی حتیٰ کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہونگے تو اگرچہ نبوت پہلے پا چکے، نزول کے بعد شریعتِ محمدیہ پر عمل پیرا ہونگے۔ اوراسی شریعت کے مطابق فیصلے کرینگے اور آپ ﷺ کے قبلہ کی طرف نماز پڑھیں گے۔ حضور کا آخرالانبیآء ہونا قطعی ہے۔ نصِ قرآنی بھی آمیں وارد ہے۔ اور صحاح کی بکثرت احادیث حدِّ تواتر کو پہنچی ہیں۔ اُن سب سے ثابت ہے کہ حضور سب سے پچھلے نبی ہیں آپکے بعد کوئی نبی ہونے والا نہیں۔ جو حضور کی نبوۃ کے بعد کسی اور کو نبوۃ ملنا ممکن مانے وہ ختمِ نبوۃ کا منکر ہے، کافر اور خارج از اسلام ہے( )

[۹] عبدالحق المفسر : ولٰکن رسول اللہ وخاتم النبین ۔ ولیکن اللہ کے رسول سب نبیوں کے پچھلے، اُنکی نبوۃ کا سلسلہ ختم کرنے والے ہیں۔ ابنِ عامر اور عاصم (قرائت میں امام) نے خاتَم پڑھا۔ جسکا معنیٰ مہر ہے آپ سب نبیوں کی مہر ہیں۔ جب کسی چیز کو بند کر کے اس پر مہر لگا دیتے ہیں تو اس میں کوئی اور چیز داخل نہیں ہوتی۔ اسطرح آپ سے سلسلہ نبوت کو ختم کر کے اس پر مہر کردی گئی کہ آپکے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا۔ دوسرے قرآء، بکسرِ تا (خاتِم) اسم فاعل کا صیغہ قرار دیتے ہیں۔ مطلب دونوں کا ایک ہے۔

احادیثِ صحیحہ میں بھی تصریح آ گئی ہے کہ آپکے بعد کوئی نبی نہیں۔ قصرِ نبوۃ میں ایک اینٹ کی جگہ باقی تھی، سو وہ اینٹ آپ ہیں۔ اسکو بخاری، مسلم، احمد وترمذی (رحمہم اللہ) نے صحابیوں سے مختلف عبارات میں روایت کیا۔ اسپر تمام امت کا اتفاق واجماع ہے۔

اور دلیل عقلی اس پر یہ ہے کہ؛ آپسے پہلے ہزاروں انبیآء دنیا میں آئے۔ اور گمرہی کی کوئی صورت باقی نہ رہی۔ طرح طرح کے تبدل وتغیر کرنے سے اصلاحیں ہوتی رہیں۔ آخر جو کچھ کسر رہ گئی تھی، وہ آپکے عہد میں پوری کردی گئی۔ رہیں نئی پیش آنے والی ضرورتیں، انکی تدبیر بھی قرآن وسنّت میں رکھدی گئی۔ وقتاً فوقتاً مجدد، مجتہد، یا حکیم الامت کتاب وسنت سے حاجت برآری کرسکتے ہیں۔ نئے نبی بھیجنے میں سیاستِ

ملّیہ میں بڑا انقلاب واقع ہوتا ہے۔ جسمیں ہزاروں گمراہ ہوجاتے ہین۔ اسلئے اس مشقت اور زحمت سے اپنے بندوں کو دور کردیا۔ جسکی طرف وکان اللہ بکلِ شئیٍ علیما۔ میں اشارہ ہے کہ عواقبِ امور اللہ کی نظر میں ہیں، اسکی مصلحت وہ خوب جانتا ہے۔ نیز آئندہ آیات میں بھی اسکی طرف اشارہ کردیا۔ (حقانی

ایت۲۔)۔ ومُبَشِّراً بِرَسُوْلٍ یَّأْتِی من بَعْدِی اسْمُہٗ اَحْمَدُ۔ (الصف،٦)

[ا] ابنِ کثیر: وحال تبشیری برسولٍ یَاَتی من بعدی. یعنی (عیسیٰ علیہ السلام) اَنَّ دینی التصدیق بکتاب اللہ و انبیآئہٖ جمیعاً من تَقَدَّمَ ومن تاَخّرَ بعدی۔ [میرا دین ہے اللہ کی کتابوں اور اسکے انبیاءؑ کی تصدیق کرنا۔ جو گزر چکےاور جو میرے بعد آئیگا، سبکی۔ اپنے بعد آنے والے رسول کی بشارت دیتے ہوئے۔]

حضرت عیسیٰ ﷺ بن مریم بنو اسرائیل میں سے آنے والے انبیاءؑ میں آنے والے آخری نبی ہیں اور حضرت محمد رسول اللہ سارے نبیوں میں آخری نبی۔ اب نہ کوئی نبی آئیگا نہ ہی کوئی رسول بھیجا جائیگا۔ نبوۃ ورسالت من کل الوجوہ آپ ﷺ پر ختم ہوئی۔ (تفسیر بن کثیر)

المعروض:

کلمہ 'بعدی' میں غور کریں! یہ ایسا ہے جیسے حضرت احمد المرسل ﷺ کے بعد حضرت ابوبکرِ الصدیقؓ (جو متصل، بلافصل ہیں) اور انکے بعد حضرت عمر (جو بالفصل ہیں)۔ نیز جیسا کہ حضور ﷺ نے فرمایا تھا: میرے بعد تیس دجال ہونگے۔ ('بعد' حضور کی نسبت سے بھی فصل سے تھے اور اُن دجالوں کی آپس کی نسبت سے بھی۔ اسطرح 'بعد' عام ہوا۔ کہ کلمہ بعد فوراً بعد کو بھی لئے ہوئے ہے اور 'کبھی بھی بعد' کو بھی۔) 'یَاَتی' صیغہ فعل مضارع معلوم برائے واحد مذکر معلوم کا فاعل مذکر مفرد 'احمد' ہے۔ یعنی آنے والا (مبشر بہٖ) صرف ایک، زائد نہیں۔

اس سے مراد اگر قادیان کا غلام احمد ہو، تو وہ تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بجائے حضرت احمد مجتبےٰ آخر الانبیاءؑ علیہ التحیۃ والثناء کے بعد کی پیداوار ہے۔ حضرت احمد نبی اللہ محمد رسول اللہ خاتم الزمان ﷺ کے ذکر کو چھوڑ کر غلام

احمد (المرتد) کا ذکر کریں اور کہیں میرے بعد (جبکہ حضور نے تو فرمایا تھا: میرے بعد ابو بکر خلیفہ ہوں گے اور اُن کے بعد عمر۔ رضی اللہ عنہما) حضرت عیسیٰ کا اپنے بعد والے کو چھوڑ کر اُسکے بعد والے کو اپنے بعد والا کہنے پر نہ کوئی تصریح نہ ہی کوئی کنایہ؟ تو آیا کلام کو درست قرار دیا جا سکتا ہے؟ لہٰذا اس 'من بعدی' سے حضرت احمدِ مجتبیٰ خاتم الانبیاءؑ ہی مفہوم ہوتے ہیں نہ کہ قادیان کا غلام احمد وغیرہٗ!

اسکو یوں بھی کہا جا سکتا ہے: عیسیٰ بن مریم علیہا السلام کے بعد تو حضرت محمد رسول اللہ ﷺ تشریف لائے نہ کہ کوئی اور۔ اس پیشین گوئی کی روء سے حضرت عیسیٰ کے بعد صرف حضرت احمد خاتم النبین کی آمد ہے نہ کہ کسی غلامِ احمد کی بشارت۔ اگر حضرت خاتم النبوہ کے بعد کسی نبی کی ولادت ہونا ہوتی تو اسکی خبر دیجاتی یا سلسلہ نبوت جاری رہنے کی نص آتی، جیسا کہ اسلوب قرآن وقبل ازیں وحی من الرحمان کے ذریعہ از آدم تا عیسیٰ علیہم السلام ہوتا چلا آیا۔

قاضی سلمان منصور پوریؒ نے لکھا: 'من بعدی' اس سے یہ ضروری ٹھہرتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد آنے والا وہی شخص ہو جسکی بشارت حضرت عیسیٰ نے دی۔ اس مبشَر بہٖ اور حضرت عیسیٰ کے درمیان کوئی تیسرا جو رسول بھی ہو اور احمد نام بھی رکھتا ہو، حائل نہ ہو۔ کیونکہ گر ایسا ہوتا تو ایک وجہ التباس کی ہو سکتی تھی الفاظ آیت کا یہ مفہوم ...شفا میں قاضی عیاض نے، خصوصیات کبریٰ میں امام سیوطی نے وانسان العیون میں ابنُ دحلان نے بیان کیا ہے۔ (نیز انہوں نے لکھا) اسمِ پاکِ احمد ایسا نام ہے جو نبی (آخر الزمان) سے پیشتر کسی ایک انسان کا بھی نہیں رکھا گیا۔

{ احقر العباد نے قاضی صاحب کی مندرجہ بالا تحریر بعد میں ملاحظہ کی۔ اور اس سے بالا مندرجات عطآءِ نبوی پہلے کے ہیں، جس پر اَحمدُ اللہَ واصلّی علیٰ خاتمِ النبین وآلہٖ، واُسلم تسلیما}۔

احمد۔ محمد ایک ہی ذاتِ مکرم کے نام ہیں ﷺ

سُوال: آیا دورانِ حیاتِ ظاہرہ ءِ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کلمہ ''احمد'' بطورِ عَلَم آپکے لئے مستعمل رہا؟

سورت الصّف کی آیت مبارکہ...ومبشر اًبرسولٍ یأ تی من بعدی اسمہٗ احمد۔...میں 'احمد' ہمارے آقا محمد کریم ﷺ ہی کا نامِ مبارک ہے۔ مرزاءِ قادیان غلام احمد کے نام لیوا یہ سوال اٹھاتے ہیں کہ زمانہ نزول قرآن کے دوران لفظِ احمد، آپ ﷺ کیلئے کبھی استعمال نہ ہوا؟ اسطرح لوگوں کو مغالطہ میں ڈالکر نعمت ایمان سے محروم کرتے ہیں۔ اس مضمون کی تحقیق ذیل میں ملاحظہ کیلئے پیشِ خدمت قارئین ہے۔

۔ا۔ اہلِ کتاب میں سے ایک صحابیِ رسول کی گواہی۔ قال عبداللہ بن سلامٍ رضی اللہ عنہ لِابنَی اُخیہ، سلمۃ ومہاجر قد علِمتُما، انَّ اللہَ تعالیٰ قال فی التوراۃ: اِنِّی باعثٌ من ولد اسماعیل علیہ السلام نبیاً۔ اسمہٗ احمد ﷺ۔ فمن اٰمنَ بہٖ فقد اھتدیٰ ومن لم یؤمن بہٖ فھو ملعونٌ۔ کان ابرہیم علیہ السلام ھوالذی طاب ھٰذا الرسول فی آخرالزمان (الخازن ایۃ، ومن یرغب عن ملّۃِ ابراہیم...البقرہ۔ ۲۳۰) [حضرت عبداللہ بن سلام (صحابی) نے اپنے بھتیجوں مسلمہ اور مہاجر سے کہا: بیشک تم جانتے ہو کہ یقیناً اللہ تبارک وتعالیٰ نے توراۃ شریف میں فرمایا: میں اولاد اسماعیل سے احمد نام کا ایک نبی مبعوث فرماؤں گا۔ جو بھی اُس پر ایمان لایا، وہ ہدایت پر آیا۔ جو نہ لایا وہ گیا ملعون ٹھہرایا۔...حضرت ابراہیم اس رسول کی بعثت کے، آخر زمانہ میں طالب رہے۔ یہ سلمہ اور مہاجر ہر دو صحابیءِ رسول ہوئے۔ رضی اللہ عنہم اجمعین۔

۔اا۔ اُنہی سے ایک اور گواہی۔ آپ نے فرمایا: توراۃ میں حضرت محمد و عیسیٰ علیہما السلام کے اوصاف درج ہیں اور حضرت عیسیٰ آپکے ہاں دفن ہونگے۔ (ابوداوود) {آیا یہ اجر ہے انکے لئے بشارت وتصدیق کا؟}

۔ااا۔ ایک یہودی عالم کی گواہی: جو یہودی عالم ولادتِ مصطفٰے کے ایام میں فلسطین سے مکہ مکرمہ آکر آپکی ولادت کا پوچھتا پھرتا تھا۔ وہ آپکا نام احمد بتا رہا تھا۔ مگر اسدن تک تو ابھی آپکا نام رکھا ہی نہ گیا تھا۔ اسلئے قریش انکار کر رہے تھے۔ (آپکا نام محمد واحمد ولادت کے ساتویں دن رکھا گیا۔ احمد آپکی امی نے،

جو مدنی ہیں، اور محمد آپکے دادا نے، جو مکی ہیں، یعنی سید عبد المطلب شیبۃ الحمد نے رکھا۔) اُس عالم نے آپ ﷺ کی پشت پر سے کپڑا ہٹا کر، جب مہر نبوت دیکھی تو غش کھا کے گر پڑا، سنبھلنے پر کہا:

'آج نبوۃ بنو اسرآئیل سے نکل گئی۔' (مدارج از حاکم)

حضرت حسان نے کہا کہ ایک یہودی فریاد کناں یہود کو پکار رہا تھا۔ کہنے لگا آج کی رات احمد (ﷺ) کا ستارہ طلوع ہوا۔ (مدارج از ابو نعیم) یہ واقعہ ایام ولادۃ مصطفٰے ﷺ میں مدینہ منورہ میں پیش آیا تھا۔

۔iv۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی گواہی۔ (آپکا ایک خطبہ جو آپنے بنو اسرائیل کے سامنے دیا تھا، اسمیں ہے کہ آپ نے فرمایا تھا:) تورات میں میری آمد کی بشارت دی گئی۔ اب میں اپنے بعد آنے والے کی جو ایک عظیم رسول ہے، بشارت دیتا ہوں۔ وہ نبی امی ابھری ہوگا۔ جسکا نام احمد ہے۔ (ابن کثیر)

۔v۔ حضرت اصحمۃ النجاشی رضی اللہ عنہ کی گواہی۔ (رسول اللہ ﷺ نے صحابہ سے فرمایا تھا کہ میرے بارہ میں تم نجاشی سے دریافت کرنا۔) تو راوی کہتے ہیں: ہم نے حضرت نجاشی سے سنا وہ کہہ رہے تھے: اَشْهدُ اَنَّ محمداً رسولُ اللہ۔ وانہٗ بشر بہٖ عیسیٰ۔ ولولا ما انا فیہ مَلِکٌ و ماتحملت من امر الناس، لاتیتہٗ حتیٰ اَحْمِلَ نعلیہ۔ [گر بار بادشاہی میرے کندھوں پر نہ ہوتا، اور لوگوں کی ذمہ داریاں مجھ پر نہ ہوتیں تو میں آپکی کی کفش برداری کی سعادت پانے ضرور آتا۔] (ابوداوٗد عن ابی موسیٰ)

۔vi۔ حضرت کعب الاحبار کی گواہی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے انکے صحابہ نے پوچھا: اے روح اللہ! ہمارے بعد کوئی امۃ آنی ہے؟ فرمایا، تمہارے بعد ایسی امۃ ہے کہ وہ لوگ حکمآء، ابرار و اتقیآء ہوں گے۔ ایسے کہ فقہ میں انبیآء ہونگے۔ رزق میں اللہ تعالیٰ سے کم پر رازی اور اللہ تعالیٰ ان سے تھوڑے عمل پر رازی۔ (ترمذی) {یعنی انکا عرصۂ حیات کم ہونے کے سبب رزق و عمل کم ہوگا۔ فقہ میں انبیآء ہونے کا مطلب یہ ہے کہ جس صورت میں نبی کی ضرورت پیش آتی ہے کہ وہ راہنمائی کرے، نبیوں کا سلسلہ ختم

ہونے کے سبب یہ کہ کارِانبیاً وہ علماً کریں گے۔حضور پرنور ﷺ نے فرمایا تھا:'علماٗ امتی کانبیاً بنی اسرئیل'۔
(یا یہ کہ وہ اللہ سے تھوڑے رزق پرراضی ہونگے اور اللہ انسے تھوڑے عمل پر۔)}

۔vii۔علماٗءنجران کی گواہی: نجرانی عیسائی جب مدینہ منورہ آئے تو انکی گفت گوکا یہ حصہ قابل توجہ ہے:
..فقال لہٗ واللہ النبی الذی کنا نظر [بخدا یہ وہی نبی ہے جسکا ہم انتظار کرتے چلے آرہے ہیں۔] جسکاوہ انتظار کرتے تھے اسے وہ 'احمد المنتظر' کہا کرتے تھے۔

۔viii۔امام الانبیاٗءحضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی گواہی: **قال لی خمستہُ اسماآءٍ، انا محمد، انا احمد**

..(متفق علیہ، فی اسماٗ النبی، عن جبیر بن مُطعِم)۔

۔ix۔صحابہ کی گواہی: (رضی اللہ عنہم)
عن علی المرتضیٰؓ:....قال ﷺ، سُمِّیتُ 'احمدُ' (طبقات بن سعدِ)
عن سہلٍ ...انّ صفتَ النبی ﷺ فی الِانجیل، وھومن ذُرّیّۃِ اسماعیل علیہ السلام، اسمہٗ احمدُ۔
عن جارود، قال: والذی بعثک بالحق لقدوَجدتُّ وصفک فی الانجیل ولقد بشَّربکَ ابنُ البُتُولِ۔(خصائص للبیہقی)
حضرت حسان: فَمَن کان اَوْمَن قدیکُونُ کَ'احمدَ' نِظامٌ لِحقٍ اَو نکالاً لِمُلحِدٖ
" " " : اَطالَتْ وَقُوفًا تذرُفُ العَینُ جُھدَہا علیٰ طلَلِ الذی فیہِ 'احمدُ'
" کعب بن مالک: وَاَشیاعُ 'احمدُ' اذشایعُوا علیٰ الحقِ ذِی النُورِ والمُنجِ
" " " : یَرَی القتلَ مَجدًاانْ اَصابَ شھادۃً مِنَ اللہِ یَرجُو ھاوفَوزاًبِ 'احمدُ'
"حضرت علی المرتضیٰ: یا شاہدَالخیرِ علیَّ فاشھد اِنّی علیٰ دِینِ النبیُ 'احمدُ' مَن شکَّ فی اللہِ فاِنّی مُھتَدِی
سیدہ البتول الزہرآء: ماذاعلیٰ مَن شَمَّ تُربۃَ 'احمدِ' اَن لایَشَمَّ مدیٰ الزمانِ غوالِیا (زرقانی:۸، مدارج:۲)
[جسکواحمد کی (قبر کی) مٹّی خشبو دینے والی ملی، اُسے زمانہ بھر کی کوئی خوش بو نہیں بھاتی]

قُسؔ نجرانی الفرد من فُصحاَءِ عرب: 'اَرسَلَ فِینا 'احمداً' خیرَ نبیٍّ ، قد بعَثُ '

''تُبَّعِ الیمنی: شَہِدتُ علیٰ 'احمدَ' اَنَّہٗ رسولٌ من اللہِ بارِئِی النَسَمِ (تلمسانی)

مفسرین قرآن:علی بن محمد: فاستجاب اللہ دعاءَ ابراہیم و بعث محمداً فی آخرالزمان...واراد بشارۃ عیسیٰ قولہٗ فی الصّف،ومبشراً برسولٍ یاَتی من بعدی اسمہٗ احمد۔ (الخازن؛البقرہ:۸۹)

'': کلمہ احمد کی دوحیثیت:۱۔اگرا سے اسمِ فاعل (احمد بروزنِ افعل) کیطور پر لیا جائے تو معنیٰ ہوگا: اللہ تعالیٰ کے سارے نبی علیہم السلام، اللہ کی سراہنےوالے ہیں ،اوروہ (جو احمد ہے) اُن سب سے زیادہ سراہنےوالا ہے۔۲۔اگرا سے اسمِ مفعول کیطور پر لیا جائےتو (یعنی اسم احمد اس جگہ مفعول واقع ہو رہا ہوتو) معنیٰ ہوگا ،انبیاَ سارے سراہےہوئے ہیں، (کہ اُن میں خصائلِ حمیدہ بدرجہءِ اَتَم پائے جاتے ہیں)اوروہ جو احمد ہے 'ھواکثرُ مُبالِغۃً واَجمعُ للفضآئل والمحاسنِ والاخلاقِ التی یُحمد بہامن غیرہٖ' [وہ بہت زیادہ بڑھا ہوا ہے۔اوروہ فضائل ومحاسن واخلاق جنکے سبب وہ دوسروں سے زیادہ سراہا جارہا ہے اس میں زیادہ جمع ہیں۔] (خازن)

نقل صاحبُ روحِ البیانِ،تحتَ آیت ،ولقد آتینا موسیٰ الکتابَ فلَا تکُن فی مِریَۃٍ مِن لقائِہٖ ..دُعآءَ سیدِنا موسیٰ علیہ السلام: ''اَللّٰھُمَّ اِجعَلنی من امتِہٖ 'احمدَ'۔''

اہل اسلام کی گواہی:

انّ اشہر اسمآءِ النبی ﷺ محمد واحمد۔محمد من بابِ التفعیل للمبالغۃ واحمد من باب تفضیل .... معنیٰ ھا اذا حَمدَ نبیٌ اَحدٌ فانت احمدُ واذ احَمدتُ احداً فانت محمدٌ۔وقال عیاضؒ: کان رسولُ اللہ ﷺ احمدُ قبل اَن یکُونَ محمد،کماوقع فی الوجود۔اِنَّ تسمیۃَ احمدَ وقعتْ فی الکُتُبِ السابقۃِ وتسمیۃُ محمدٍ وقعتْ فی القرآن العظیم۔ وقیل اسمہٗ فی السمٰوٰت احمد وفی الدنیا محمد۔وقیل الانبیآءِ کلھم حمادون لِلّٰہ تبارک ونبیُّنا احمد ای اکثر مناقباً۔

[ہمارے نبی کے سب سے زیادہ مشہور نام 'محمد واحمد' ہیں۔کلمہ محمّد تفعیل کے باب سے مبالغہ کا صیغہ ہے،

اور احمد تفضیل کے باب سے افعل کا۔۔۔اسکا معنیٰ یہ ہوگا کہ (اللہ تعالیٰ نے فرمایا:) جب کسی نے میری تعریف کی ہتو آپ، اے احمد! سب سے بڑھ کر کرنے والے، اور جب میں نے (اللہ نے) کسی کی حمد کی تو سب سے بڑھ کر تیری تعریف کی۔ حضرت عیاضؒ نے کہا: رسول اللہ محمد ہونے سے قبل احمد ہوئے۔ جیسا کہ وجود مسعود۔ کیوں کہ احمد نام پہلے والی کتب میں اور محمد قرآن عظیم میں۔ (عینی: باب اسماُ النبی)

{ اسکے دو معنیٰ ہوسکتے ہیں۔!) سب سے پہلے حضرت سیدنا محمد ﷺ نے اللہ العظیم کی سب سے زیادہ حمد کی، تو اللہ تبارک نے آپکی سب سے بڑھ کر تعریف کی۔!!) پہلے آپ آسمانوں میں احمد کہلائے جاتے رہے۔ پہر جب زمین پر تشریف لائے تو محمد بھی کہلانے لگے۔}

کچھ علماُ کرام نے یہ فرمایا" آسمانوں میں آپکا نام 'احمد' اور دنیا میں 'محمد' ہے۔ کچھ کا قول ہے کہ سارے انبیاُ اللہ کی تعریف کرنے والے، اور ہمارے آقا سب سے بڑھ کر کرنے والے۔]

توراۃ شریف کی گواہی: کفارِ عرب اور یہودِ آں زمان باہم شمشیر زن رہے۔ جنگ میں اکثر کفار غالب آتے۔ یہودی علماُ نے، آخر انہیں توراۃ مبارکہ سے ایک دعاء سکھائی۔ جسکے سبب یہود غالب آئے۔ وہ دعا: اللھم انّا نسئلک بحقِ احمد النبی الامی (ﷺ) الذی وعدتنا ان تخرجہٗ لنا فی آخرالزمان وِ بکتابک الذی تنزلُ علیہ آخر ما اُنزل ان تنصرَ نا علیٰ اعدآئنا۔ (درِّ منثور، عزیزی، نعیمی اور بیہقی؛ وکانو امن قبل: البقرہ: ۸۹)

اس عبارت میں آئے ہوئے الفاظ: احمد، النبی الامی، آخرالزمان اور آخر ما اُنزلَ، زیادہ توجہ طلب ہیں یہ الفاظ بابانگ دُھل اعلان کررہے ہیں کہ ہمارے آقا محمد رسول اللہ کتبِ سابقہ میں بھی اپنی ختم نبوت فی آخرالزمان کی شان وانفرادی آن سے مذکور و مشہور رہے۔ کلمہ آخرالزمان سے اظہار فرمایا کہ آپکا وصف زمانہ کے اعتبار سے سب سے آخری ہونا بہت زیادہ اھمیت رکھتا ہے۔ جو لوگ (بزعمِ خود مسلم علماُ ہیں) ہمارے آقاُ و مولیٰ ﷺ کے باعتبارِ زمانہ آخری ہونے کو سبک اور ادنیٰ درجہ کا قرار دیکر لوگوں کے ایمان سے کھیلتے ہیں اور ہمارے سرِ کار کی گستاخی کا ارتکاب کرتے ہیں، اُنکی اصلیت کا راز یہاں فاش ہوگیا۔ اسی

وصفِ والہ کی تاکید یہ کلام کررہا ہے: 'وبکتابِک الذی تنزلُ علیہ آخر ما اُنزل'۔ اسکلامِ توراۃ نے واشگاف الفاظ میں بتادیا کہ ہمارے قرآنِ عظیم کے بعد "بابُ نزولِ الوحی بند"۔ اب جواس دوازہ کوتوڑنے کی کوشش کرے اور جو ایسے شخص کے حق میں کسی بھی طرح سے اقدام کرے وہ "اِنَّکُم اِذاً مِّثلُہُم" کی زد پر۔

نتیجہ:

'محمد' اور 'احمد' ایک ہی شخصِ مکرم ﷺ کے نام ہیں۔ وہ جو کُتُبُ السماویہ میں الامی، العربی یعنی یکے از بنواسماعیل درج ہے۔ آپکوان دونوں ناموں سے قرآن حدیث وکلامِ صحابہ وغیرہ میں ذکر کیا گیا ہے حضرت نجاشی وغیرہ ؓ والی روایتوں سے اس امر کی تائید ہوئی کہ اہل کتاب میں سے عیسائی بھی مانتے تھے اور بتاتے رہتے تھے کہ حضرت عیسیٰ نے جسکی بشارت دی تھی، وہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ ہی ہیں۔ نیز مکہ آبسنے والے یہودی تاجر نے بھی یہی بتایا کہ آنے والے نبی مکی ہاشمی امی کا نام احمد ہے۔

چنانچہ اس سے ثابت ہوا کہ اہل کتاب اپنی بائبل (کتبِ مقدسہ کا مجموعہ) کی روء سے ہمارے آقا کو احمد کہا کرتے تھے اور انہی کا انکوانتظار تھا۔ اور آپکا نامِ احمد زمانوں سے مشہور چلا آرہا تھا۔

قاضی منصور پوری لکھتے ہیں: (از روءِ حدیث صحیحین) آنحضور ﷺ نے اپنے پانچ نام بتائے جن میں سے تین کا معنیٰ تو بتایا مگر دوناموں محمد واحمد کا معنیٰ نہ کرنا یہ ثابت کرتا ہے کہ وہ تین نام صفاتی اور یہ دو نام ذاتی ہیں۔

طبقات سعد میں ہی آٹھ روایات اسمِ احمد کی درج ہیں۔ اسکا انکار کرنے والا سفید جھوٹ بولنے والا ہے۔

آیت ۳): ...ثُمَّ جآءَکُمْ رَسولٌ مُصَدِّقٌا لِّمامَعَ کُمْ... آلِ عمران: ۸۱۔ [اور جب اللہ تبارک نے پیغمبروں سے انکا عہدلیا، "ضرور تمہیں دونگا کتاب وحکمت، پھرآئیگا تمہارے پاس بڑی عظمت والا رسول، سچا بتاتا اسے جو تمہارے پاس ہوگا...رسول کی تنوین للتعظیم ہےاور یہ اسم للمفرد ہے۔ جو حال ہے۔ واحد کا صیغہ ثم کے بعد آنے والے کی توحید پر دال ہے۔ جب یہ تو، رفتارِ کلام اسپر دال کہ یقیناً مذکورہ شان والے کے

بعد کوئی نبی پیدا نہ ہوگا۔

(۱) حضرت علی المرتضیٰؓ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم اور انکے بعد جس کسی کو نبوت عطا فرمائی ان انبیآء سے احمد نبی اللہ ﷺ کی نسبت عہد لیا اور ان انبیاء نے اپنی قوموں سے...(حاشیہ کنز الایمان)

. امام الانبیاء مصدق ہیں سارے انبیاء کے اور مبشر نہیں کسی بھی نبی کے بلکہ منکر ہیں کسی بھی نئے نبی کے آنے کے، کہ فرمایا اور بار بار فرمایا، ''لانبیَّ بعدی''۔ اگر انکے بعد کوئی نبی آنے والا ہوتا تو یہ مصدق، حسبِ طرزِ کلام اللہ، بعد میں آنے والے کا مبشر بھی ہوتا۔ نہ کہ منکر۔ یہ مصدقِ کل انبیاء فرماگئے: لا نبی بعدی۔ جب آپنے حضرت عیسیٰ ﷺ کی از آسمان نزول کی خبر دی، تو گر نیا نبی آنے والا ہوتا تو اسکی خبر بھی دیتے

(۱۱) قرآنِ کریم واحادیث صحیحہ کثیرہ کی روشنی میں ہر خاص و عام اسبات سے بخوبی آگاہ ہے کہ اللہ سبحانہ نے اپنے ہر نبی کو، وجہ تخلیق کائنات حضرت محمد رسول اللہ ﷺ پر ایمان لانے، اپنی اپنی امت سے منوانے اور ہر زمانہ میں آپکی آمد کی بشارت سنانے، اسکا غلغلہ کرنے کا امر فرمایا۔(ابن کثیر)

''ثمَّ جآءَکم رسولٌ'' پر ایمان لانے والا ہر تعلیم یافتہ شخص باسانی سمجھ جاتا ہے کہ جب سارے آچکیں گے تب یہ مبشر بہٖ آئیگا۔ کلمہ 'ثمَّ' {بعدیۃ بالتراخی، ای تاَخر زمانی بالفصل} صاف بتارہا ہے کہ آنے والا، جسکی بشارت دی جارہی تھی، نبی آخر الزمان ہی ہوگا۔ (جیسا کہ ثم کا مفاد ہے)۔ اگر کوئی بے دین اس خیالِ فاسد کا شکار ہو کہ سارے نبیوں کے آچکنے، پھر انکی آمد کو ختم کرنے والے کے آچکنے کے بعد بھی کسی نبی کی آمد (خواہ بفرضِ محال کیطور پر ہی سہی) ممکن ہے، تو کیا قرآن شریف جیسی کتاب کا کاذب ہونا لازم نہیں آئیگا؟ خاتمیتِ محمدیہ پر حرف نہیں آئیگا؟؟ اس سے بڑا اور کتنا بڑا فرق چاہیئے؟؟؟ کہ صحیح العقیدہ مسلمان کا ایمان تو اسی سے جاتا رہیگا، اللہ سبحانہٗ اور سارے انبیآء کی گواہی ضائع جائیگی، اور اللہ ورسولہٗ کا اقرار، مالہٗ قرار بن جائیگا۔ جو نبی بعدِ ولادتِ خاتم النبیین فرض کیا جائیگا، وہ خاتم النبیین کے اقوال مرویۃ بالتواتر کو جھوٹ کا پلندہ بنادیگا اور تمام امت کے اجماع کا منہ چڑ ائیگا۔ شیطان اور اسکے سارے پیروکار

شادیا نے بجائینگے کہ خود ایمان بالقرآن کا مدعی۔ باوجود عالم بن بیٹھنے کے۔ کفر کا مبلغ بنا۔ اور ایسا ایمان تراشا کہ اسکا شکار ہونے والا خود کو لاکھ مؤمن کہے، حقیقی ایمان کی الہامی کتاب المنزل من اللہ تا قیامت پکارتی رہیگی؛ 'وما ھم بمؤمنین'۔

الِ عمران کی ایت، ۸۱، کا آخر، فَاشھَدُ وا وَ اَنَ مَعَ کُم مِنَ الشاہِدِ ین' یہ بتارہا ہے کہ اسکی زندگی کا ایک دن وہ بھی آئیگا کہ وہ عرفات میں انبیاً علیہ السلام کی تعداد کے برابر، اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کو اپنی رسالت پر گواہ بنارہا ہوگا۔ اور انکی شہادت پر اللہ خالقُ کلِ شئ کو شاہد بنارہا ہوگا۔ یہ حکم ہے اُس قرآنِ عظیم کا جو کردار ہے رسولِ معظم کا۔ یومِ میثاق برپا ہوا کہ فرمانِ رب العالمین برپا ہوا کہ اللہ اکبر نے اپنے سارے انبیاً کو گواہ بنا کر خود کو بھی گواہوں میں گنوا کر۔ 'لیس کمثلہٖ شئ' نے کہا تھا:............

فَا شھَدُ وا، وَ آنَا مَعَکُم مِنَ الشَاھِدِین۔ اور یہ بھی،

فَمَن تَولّٰی بَعدَ ذٰلِکَ؛ فَاُ ولآئکَ ھُمُ الفاسِقُونَ: (الِ عمران:۸۲)

وہ انبیاً سارے تھے۔ یہ خاتم الانبیاً کے صحابہ پیارے تھے۔ شَاھِدٌ وَّ مَشْھُوْدٌ کے نظارے تھے۔ ایسے میں یہ ضروری تھا کہ جب 'الیَومَ اَکمَلتُ لَکُم دِینَ کُم ....' فرمایا تھا تو آنے والے نبی، گر آنا تھا تو، کے بارہ میں بھی بتا دیتے۔ مگر ایسا کچھ نہ کہا، بلکہ کہا۔ اور ہمیشہ کہا۔ اور بالکل سچ کہا:

'قَدْ تَرَکتُ فیکم ما، اِنْ اِعْتَصَمْتُمْ بِہٖ لَن تَضِلُّوْا ۔۔ کِتابَ اللہ (مدارج وضیاً النبی)

کبھی یہ بھی فرمایا تھا: اِنِّی لَتارِکُ فیکُم الثقلین (اوالامرین)، اِن تَمَسَّکتُم بِہِما لَن تَضِلُّو البعدی کتابَ اللہِ و سُنَّتی (اوسنت نبیہٖ).. ایک اور موقع کا ارشاد: کتابَ اللہ و عِترَتی۔

جس نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سارے فتنوں اور پیش آنے والے واقعات کی مفصل خبریں دی تھیں، اسنے یہ بھی فرمایا تھا: 'میرے بعد تیس دجال (بڑے بڑے ۳۰) ہونگے جن مین کا ہر ایک اس زعم میں ہوگا کہ وہ نبی ہے۔ (وہ سارے کذاب ہونگے)۔ وہ مخبرِ صادق و مصدوق صلی اللہ علیہ وسلم یہ نہ بتاتا کہ ایک (سچا) نبی بھی آئیگا؟

اسنے بتایا اور حق بتایا کہ ایسا دعویٰ کرنے والا دجال، کذاب، فریب کار (دھوکہ باز) ہوگا۔مندرجہ بالا آیۃ (وقرآن کی کسی بھی آیت) کے مضامین میں سے (جن میں ایک ختم النبوہ بھی ہے) کسی ایک سے بھی منہ موڑنے والا، فاسِق ہوگا۔اورازحکمِ ،فَمَن تَوَلّٰی بعدَ ذٰلِکَ فاُلٰئِکَ ہم الفاسِقُون۔اورعقائد میں فسق کفر ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیاً کو حکم دیا تھا: لَتُؤمِنُنَّ بِہٖ وَلَتَنصُرُنّہٗ ،اس حکم کی تعمیل کیلئے وہ انبیاً علیہم السلام (غزواۃ کے علاوہ) حجۃالوداع میں تشریف لائے ہونگے۔جیسا کہ چند انبیاً کے بارہ میں حدیث میں تصریح ہے کہ حضور نے اُنہیں آتے ہوئے دیکھ کرصحابہ کوبتایا تھا۔(بخاری وغیرہ) اُن سب نے اسبات میں صحابہ کے ساتھ گواہی میں شرکت کی ہوگی کہ قرآن وسنت کے ساتھ کامل وابستگی کے سبب مسلمان ہرگز گمراہ نہ ہونگے۔لٰھذا ہمیں قرآن وسنت کافی۔کسی مدعی کی وحی کو درخورِ اعتناع نہیں لاتے۔لیس بشئیٍ الاَّ الضلال ہیں مانتے۔مندرجہ بالا آیت کی تشریح سے یہ امر متحقق ہوا کہ سارے انبیاً ﷺ ،حضرت محمد ﷺ کو سارے نبیوں کے بعد آنے والا نبی یعنی آخرالنبین ،آخرالزمان اعتقاد کرتے تھے اور قرآنِ کریم کو آخری الہامی یعنی منزل من اللہ کتاب اور امتِ محمدیہ کو آخری امت۔الحمدللہ۔

النبی آخرالانبیاً نے حضرت عیسیٰ ﷺ کے نزول من السماء کی تفصیل بتائی تھی۔تو اگرقادیان وغیرہ سے کسی نبی نے متولد ومبعوث ہونا ہوتا تو اسکی خبر کیوں نہ دیتے؟ بلکہ اُسکے اور ایسے ساروں کے بارہ میں فرمایا تھا سیکون فی امتی کذابون ثلاثون۔کلھم یزعَمُ انہٗ نبیٌ۔(ابوداوٗد) { کلمہ فی ظرفِ وقوعِ فعل ہے نہ کہ مِن کے معنیٰ میں۔نیزُ یَزعَمُ ،بتارہاہے کہ،اُس (خود ساختہ نبی) کا اپنا خیالِ شیطانی ہوگا نہ کہ حقیقت۔}

حضور ﷺ نے یہ بھی فرمایا تھا: لاتقوم الساعۃ حتیٰ یبعثَ دجالون کذابون قریباً من ثلاثین۔کلھم یزعم انہٗ رسول اللہ (البخاری) { قریباً کا مطلب ہے،ہوتے ہوتے یہ بڑے دجال تیس ہوجائیں گے۔نہ کہ اکٹھے بیک وقت ہوں گے۔}

یہ بھی توجہ طلب ہے کہ کسی روایت میں ایسوں کیلئے لفظ نبی آیا ہے تو کسی میں لفظ رسول۔ اسمیں جہاں یہ تنبیہ ہے کہ خود کو نبی کہے یا رسول، جھوٹا ہی ہوگا۔ یہ بھی معلوم ہورہا ہے کہ نبی کہو یا رسول بات ایک ہی ہے (ہر دو میں نسبت تساوی ہے نہ کہ عموم خصوص مطلق)

ایت: ۴) وَالَّذِیۡنَ یُؤۡمِنُوۡنَ بِمَاۤ اُنۡزِلَ اِلَیۡكَ وَمَاۤ اُنۡزِلَ مِنۡ قَبۡلِكَ ۚ وَبِالۡاٰخِرَةِ هُمۡ یُوۡقِنُوۡنَ۔ البقرة:٤

کتبِ انبیاءِ سابقہ اقوام کے ساتھ نبی آخرالزمان ﷺ کے قرآن پر ایمان کے بعد صرف آخرت (دنیا کے بعد کا عالَم) پر از روءِ قرآن، کے ذکر نے واضح کردیا کہ حضرت محمد ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں۔ ورنہ قیامت سے قبل اُس آنے والے پر ایمان لانے کا ذکر فرمایا ہوتا۔ آپ ﷺ نے فرمایا تھا: بُعِثۡتُ انا وَ السّاعۃ کھاتین [میری بعثت اور قیامت اِن دونوں کیطرح متصل اور یکے بعد دیگرے ہیں۔] ایسا فرماتے ہوئے اپنی انگشتِ شہادت کو، درمیانی انگلی سے ملا کر اشارہ فرمایا۔ (ترمِذی) اسکا مطلب یہ کہ آپ اور قیامت ملے ہوئے ہیں۔ درمیان مین کوئی ایسا نہیں جس پر ایمان لانا مأمور بہٖ ہو۔ جب آپ تشریف لا چکے تو اب صرف قیامت کا انتظار ہے۔ اب اگر کسی بھی نبی کی ولادت مانی جائے، تو الصادق الامین احمد خاتم النبین العربی الامی کا قول کاذب قرار پائیگا۔ آپ ﷺ کے بارہ میں ایسا سوچنا بھی کفر ہے۔ آپکی صداقت وامانت سے مزین زندگی آپکی نبوۃ پر دلیل قرار پائی۔ قرآن کریم میں آیا: فَقَدۡ لَبِثۡتُ فِیۡکُمۡ عُمُرًا مِّنۡ قَبۡلِہٖ اَفَلَا تَعۡقِلُوۡنَ؟ لہٰذا جو خود کو آپکے بعد نبی قرار دے وہ خود اور سارے وہ جو اسپر ایمان لائیں کافر ہوئے۔ اور وہ بھی جو اس کافر کو مؤمن مانے خود غیر مؤمن یعنی کافر ہوا۔ کافر کو مجدِدِ دینِ اسلام ماننا بھی کفر البتہ اس کو مجدِ فتنۂ ارتداد اور ملحد ماننا اسلام ہے۔ لہٰذا اسے سارے لوگوں کی بھلائی اسی میں ہے کہ توبہ کریں، کفر سے نکلیں، اور مسلمان ہو کر عند اللہ مأجور ہوں۔ ورنہ ہمیشہ کیلئے مقہور وملعون ہونگے اور جہنم کا ایندھن متذکرہ مضمونِ آیت کی دلیل یہ آیت ہے: اِنۡ هُوَ اِلَّا نَذِیۡرٌ لَّكُمۡ بَيۡنَ يَدَیۡ عَذَابٍ شَدِیۡدٍ۔ تبھی تو بقرہ کی آیت ٦ میں... سَوَآءٌ عَلَیۡهِمۡ ءَاَنۡذَرۡتَهُمۡ اَمۡ لَمۡ تُنۡذِرۡهُمۡ لَا یُؤۡمِنُوۡنَ فرمایا۔ اور اگلی میں.. وَلَهُمۡ

عَذابٌ عَظیم اس سے مفہوم بالا مبرّھن ہوا۔

{مرتد کا نکاح بھی نہیں، جنازہ بھی۔ اسکی بیمار پرسی، تیمارداری، ہمدردی، لین دین، اسکے متعلقین سے اسکی تعزیت، دعاوغیرہ، سب حرام۔ نہ وہ مسلمانوں میں سے، اور نہ ہی انسانوں میں سے۔ ہاں، اسکی زندگی کے دوران، اسکی ہدایت کی دعا کی جاسکتی ہے۔}

ایت:۵) اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمر۔(القمر:۱) [بہت قریب آ گئی قیامت اور دو ٹکڑے ہوا چاند]

اس آیت کے ذریعہ مندجہ بالا ایت کے مضمون کو ایک اور عنوان کے ساتھ مؤکد طور پر سمجھایا گیا ہے۔ ان دو مختصر جملوں سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ حضرت احمدِ مختار ﷺ کے آخری نبی ہونے کا یہ مضمون، بطور، علامتِ خاتم الزمان، سابقہ کتب بھی میں مذکور ہوا تھا۔ جب آنحضور پر نزول قرآن شروع ہو چکا تھا تو آپکے ہاتھوں چاند کا ٹکڑے ہونا اس امر کا بین ثبوت ہے کہ آپکے بعد صرف آمدِ قیامت از روءِ قرآن مؤمن بہ ہے۔ ہر دو آیت اپنے اپنے انداز مین اس عنوانِ عقیدہ ایمانیہ کو متشَرِّح کر رہی ہے۔

اِنشقاقُ القمر امرِ متحقق ہے۔

معجزہٴ شقُّ القمر اتنا مشہور ہے کہ اسکے بارہ میں طلبِ دلیل ایسے ہے جیسے کہ دھوپ کی موجودگی میں طلوع الشّمس پر دلیل طلب کرنا۔ تاہم مزید اطمینان قلب اور رفع شبہات کیلیے حضرت امام علاؤالدین علی بن محمد بن ابراہیم البغدادی الصوفی، المعروف بالخازن کی تفسیر، لباب التاؔویل فی معانی التنزیل سے ''القمر'' کے شروع حصہ کی عبارت کا اردو میں ترجمہ ذیل میں درج ہے۔ اللہ یھدی ورسولہ المہدی ﷺ:

''اِقترَبتِہ الساعَۃُ'' قیامت بہت قریب آ گئی۔ ''وانشَقَّ القمر'' اور چاند ٹکڑے ہوا۔ انشقاق القمر رسول اللہ کے معجزات میں سے ہے۔ جو آپکی رسالت کی ظاہر و باہر نشانی ہے۔

---> دلیل الدعوی <---

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے: اہلِ مکہ نے رسول اللہ سے فرمائش کی کہ آپ انہیں کوئی نشانی (ایت = معجزہ)

دکھائیں۔آپنے اُنہیں دوبار چاند چیر کر دکھایا۔(بخاری و مسلم) جامِع ترمذی میں اتنا زیادہ لکھا ہے: اس پر ''القمر'' کی پہلی دو آیتیں نازل ہوئیں۔

(ii) حضرت عبداللہ بن مسعودؓ: رسول اللہ کے زمانہ میں چاند دو ٹکڑے ہوا تو آپنے فرمایا: لو دیکھ لو! متفق علیہ

(iii) ؓ ؓ ؓ ؓ: ہم رسول اللہ کے ساتھ منیٰ میں تھے جب چاند دو حصے ہو گیا۔ایک پہاڑ کے اوپر، دوسرا ذرا اس سے نیچے کی جانب۔تو فرمایا: لو، دیکھ لو! (متفق علیہ)

(iv) ؓ ابن عباس: چاند رسول اللہ کے زمانہ میں چرا۔ (مسلم)

(v) ؓ ابن عمر: رسول اللہ کے زمانہ میں چاند دو ٹکڑے ہوا۔ایک ٹکڑا تو پہاڑ کے اوپر تھا، دوسرا پہاڑ اور ہمارے درمیان آ گیا۔اسطرح پہاڑ ہم سے اوجھل ہو گیا۔اسپر آپﷺ نے فرمایا: اللھم! اُشھدوا۔

(vi) ؓ جبیر بن مطعم: رسول مکرم کے زمانہ میں چاند دو ٹکڑے ہوا تو قریش نے کہا، محمد نے ہماری نظر بندی کر دی۔اسپر کچھ بولے، ہماری نظر بندی تو کر سکتا ہے، ساری دنیا کی تو نہیں۔(ترمذی)

بعض محدثین نے لکھا کہ قریش سفر پر گئے لوگوں سے شق قمر کا پوچھتے تو وہ بتاتے کہ ہاں ہم نے دیکھا۔ پھر کفار مکہ اُنہیں جھٹلاتے۔

(vii) حضرت مقاتل نے کہا: چاند دو ٹکڑے ہوا پھر جڑ گیا۔

(viii) مسروق عن ابن مسعود: چاند حضور کے زمانہ میں دو ٹکڑے ہوا تو قریش نے کہا، ابن ابی کبشہ نے (یہ حضورﷺ کنیت ہے) تم پر جادو کر دیا ہے۔پھر ان لوگوں نے سفر سے لوٹنے والوں سے دریافت کیا تو انہوں نے جواب میں کہا: بیشک ہم نے دیکھا۔تو اللہ تعالیٰ نے اقترب.....نازل کی۔(یعنی جب اہلِ زمانہا آخرین نے یہ علامتِ ختم نبوت دیکھ اور بتلا دی تو یہ دو آیتیں اتریں، گرچہ معاندین اپنی ہٹ سے نہ گئے۔

یہ صحیح روایات اس معجزۂ عظیمہ کے بارہ میں ہیں اور قرآن عظیم کی گواہی بھی سب سے بڑی دلیل ہے اور

معجزہ شق القمر کا اثبات کرنے والی قوی ترین چیز۔ صاحبِ ایمان اس میں شک نہیں کرتا اور چوں کہ اُس نے بتایا جو سب سے سچا ہے اسلئے اسپر ایمان لانا واجب ہے۔ احادیث بھی متواتر ہیں اور امت کا اجماع بھی واقع ہے۔

اس معجزہ کے منکروں کی کہاوت وہی ہے جو اسکی جسکی آنکھیں دیکھتی ہوں مگر دل کالا، تاریک، گھپ غار

یہ معجزہ اہل مکہ نے مانگا اور دیکھا۔ دیگر اہل زمانہ میں سے رات کو سفر کرنے والوں نے اور شب بیدار انسانوں نے دیکھا۔ مگر ایسے لوگوں کی تعداد اُن لوگوں سے کم ہوتی ہے جو بے فکر پڑے سوئے ہوتے ہیں۔ نیز یہ بھی ایک رات ایک وقت میں چاند چہار دانگ عالم میں نظر نہیں آ رہا ہوتا۔ اس شق القمر کے بارہ میں کوئی یہ کہے کہ قرآن میں یہ ذکر بروزِ قیامت کا ہے، تو جواب مین کہا جائیگا کہ یہ خیال باطل ہے۔ مفسروں کے اجماع کے بعد یہ قول باقی نہیں رہتا۔ (یعنی باطل ہے۔) کلام اللہ میں صیغہ فعلِ ماضی آیا ہے۔ اُسے مستقبل کے معنیٰ میں لینے کیلیئے مناسب قرینہ چاہئے جو مفقود ہے۔ اور دیگر کوئی دلیل بھی ناموجود ہے۔ لہٰذا یہ خیال فاسد و مردود ہے۔ اگلی آیت ؛ وَاِنْ یَّرَوا آیَۃً یُّعْرِضُوا... اس فریب کا پردہ چاک کر رہی ہے۔

ترجمہ: [ا۔ اور اگر وہ منکرین کوئی نشانی بھی دیکھیں تو مونہہ پھیر لیں، کہنے لگیں یہ جادو ہے۔ ۲۔ مگر ان لوگوں کا حال یہ ہے کہ خواہ کوئی نشانی دیکھ لیں مونہہ موڑ جاتے ہیں اور کہتے ہیں یہ چلتا جادو (حقانی۔ تفہیم)

خود کلام اللہ نے بتا دیا کہ یہ اسی دنیا میں پیش آمدہ واقعہ ہے۔

(ix) دلائل الخیرات (ورد سہ شنبہ) میں ہے: اَللّٰھم صل علیٰ مَنِ انشق لہ القمر۔ محشی نے مواہب لدنیہ کی عبارت کا ترجمہ لکھا: سواء آنحضرت کے چاند کسی اور کیواسطے دو ٹکڑے نہیں ہوا۔.. اجماع کیا مفسرین نے کہ یہ خاص واسطے آپکے تھا۔.... انشقاق القمر مکہ میں قبل ھجرت قریب پانچ برس کے تھا۔ اور شیخ عبدالقادر الدہلوی نے یہ واقعہ حج کے دنوں میں پیش آنا بتایا، جب لوگ عرفات میں جمع تھے۔ (موضح القرآن)

آیت:٦)ولقد اتینا موسیٰ الکتاب وَ قَفَّیْنا مِن بعدِہٖ بِرُسُلُ۔وَاتَیْنا عیسیٰ بُنَ مریَمَ البَیِّناتِ وَ اَیَّدْناہُ بِرُوُحِ ..(البقرہ:۸۷)

نزولِ قرآن کے عہد میں حضرۃ موسیٰ علیہ السلام کو سارے بنواسرائیل مانتے تھے جنکا دیگر اقوام میں خاصہ رسوخ تھا۔قرآن نے اہل کتاب کی ذمہ داری بتائی کہ وہ ختم الرسل ھادئی سبل علیہ السلام کو اپنی کتب کے حوالہ سے مان لیں تو دیگر اقوام پر مثبت اثر مرتب ہوگا۔نیز اس عہد میں نصاریٰ غالب قوم تھے جنکا نفوذ دور دور تک تھا۔ان دونوں قوموں کو (یعنی بنواسرائیل کی دونوں قوموں ،یہود و نصاریٰ کو) یقین تھا کہ بعد موسیٰ علیہ السلام بڑی تعداد میں انبیآء علیہم السلام تشریف لائے جنکے آخری (از بنواسرائیل) حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں۔اسلئے قرآن نے فرمایا:لاَ تَکُنُوْ اَوَّلَ کافِرٍ بِہٖ۔(البقرہ) لہٰذا مذکورہ بالا آیت میں ان دونوں نبیوں کا نام لیکر ذکر کیا گیا ہےاور دیگر انبیآء کو کلمہ الرسل سے مجملاً ذکر فرما کر دنیا کو متوجہ کیا۔اسکے بعد کے جملوں میں ہمارے آقا حضرت احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو اور انکی کتاب القرآن المجید المنزل من اللہ کو ذکر کیا گیا ،جنکی بشارت دیکر،ان پر ایمان لاکر،انکی تائید کرنے کا حکم با تاکید کتب سماویہ میں دیا گیا تھا۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی کی آمد کا کوئی ذکر نہیں ۔سوائے اسکے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ،جنکو بذریعہ جبریل امین زندہ آسمان پر اٹھالیا گیا تھا ،جسکا ذکر آلِ عمران: ۵۵ ،میں 'ورافعک الیّ' کہہ کر کیا گیا اور یہاں ،'وایّدنہ برُوحِ القُدُس' کہہ کر کردیا،آسمان سے نازل ہونگے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام بطورِ مبشر۔

حضرت عیسیٰ چند طرح پر دیگر انبیآء (علیہم السلام) سے مختلف ہیں۔

ا: آپکی صرف ،والدہ عذرآء رحمہا اللہ سے ولادت۔{(یعنی ازروءِ وَلَمْ یَمْسَسْنِی بَشَر : آلِ عمران ۴۷:'،ان چھوئی) یہ حضرت مریم ،امِّ عیسیٰ کا قول ہے کہ مجھے کسی مرد نے چھوا تک نہیں ،یعنی جماع نہیں کیا۔سورۃ آلِ عمران،مریم}

۲: آپکے وہ معجزے جنکی وجہ سے لوگ آپکے،''اللہ'' ہونے کے مغالطہ میں پڑ گئےاور 'قالوا :اَنَّ اللہَ ھُوَ

المسیُح ابن مریمُ ‘۔(المائدہ:۱۷)

۳: آپکا بذریعہ جبریل زندہ؛ مرے بغیر، آسمان کو چلے جانا۔ فرمایا:..بل رَفَعَہُ اللہُ اِلَیہِ(النسآء:۱۵۸)
[بلکہ اللہ تعالیٰ نے اُنہیں اپنی طرف (آسمان کیطرف) اُٹھالیا۔]

۴: اسی طرح آپ اس میں بھی منفرد ہیں کہ اپنی ولادت کے بعد اور رفع الی السمآء سے قبل آپنے ہمارے حضورﷺ کی بشارت دی کہ فرمایا:...ومبشراً برسولٍ یأتی من بعدی اسمہٗ احمد۔ اور اپنی وفات سے قبل آسمان سے دنیا میں آکر ہمارے آقا کی تصدیق کرکے آپکے مصدق اور امتی بنیں گے۔

سورت البقرہ آیۃ ۸۷ میں اللہ تبارک نے اس بشارت کا مضمون اور طرح ذکر فرمایا۔ وہ یوں کہ فرمایا:

ولقد اتینا موسیٰ الکتاب و قَفَّینامن بعدہ بِالرُّسل....:

طرز استدلال: اس آیت شریفہ میں گزرے ہوئے رسولوں کا ذکر انکی ترتیبِ آمد کے مطابق ہے۔ پہلے موسیٰ علیہ السلام، پھر مختصراً بعد کے انبیا کا، پھر عیسیٰ علیہ السلام مذکور ہوئے، پھر خاصے وقفہ سے آقاء ختم رسل ﷺ کا ذکر ’فلما جآئھم ما عَرَفُوا ...(البقرہ:۸۹) اور ’ولما جآئھم رسولٌ من عند اللہ..‘(ذکر میں ترتیب جو واقع کے مطابق ہے یہ بتاتی ہے کہ حضرت احمد ﷺ کے مبشر حضرت عیسیٰ (جنکے مبشر حضرت یحیٰی ہوئے۔) اسلیئے یہاں حضرت عیسیٰ کا ذکر حضرت احمد ﷺ کے ذکر سے پہلے لایا گیا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام بطورِ مصدّق۔

آیتِ قرآنیہ ،تِلْکَ الرُسُلُ فَضَّلْنا بَعْضَھُم علیٰ بَعْضٍ .(البقرہ:۲۵۳) میں مندرجہ بالا مضمون قدرے مختلف کرکے لایا گیا ہے۔

طرز استدلال: اس آیتِ شریفہ میں پہلے علیٰ العموم رسولان ذوشان کا اجمالاً ذکر فرمایا۔ پھر حضرت موسیٰ کلیم اللہ کا ذکر ’’مَن کَلَّمَ اللہُ‘‘ کہکر کیا۔ اور حضرت عیسیٰ روح اللہ کے ذکر کو مؤخر کرکے امام الانبیاؐ کا ذکر ورَفَعَ بَعْضَھُم دَرَجات‘ سے فرمایا۔ اگرچہ حضرت روح اللہ کی ولادت وبعثت پہلے ہے، مگر یہاں ذکر بعد

میں۔اسلئے کہ آیت:۸۷ میں حضرت عیسیٰ کلمۃ اللہ بطور مبشرِ خاتم النبین مذکور ہیں،تو یہاں آیت:۲۵۳ میں آپکا ذکر مصدق ِ آخر النبین کے ہے۔

چونکہ ولادت وبعثتِ عیسیٰ علیہ السلام قبل از ولادت احمد مجتبیٰ ہو چکی اور وہ آپکی بشارت بھی دے چکے،اب انکا ذکر انکے نزول مِنَ السماَ بعد از وفات خاتم الانبیاَ قبل از اختتامِ عالمِ دنیا بتانے کیلئے نصِ قرآنی میں لائے چنانچہ اس نص سے ثابت ہورہا ہے کہ حضرت عیسیٰ آسمانوں میں زندہ ہیں۔اور عنقریب نازل ہوکر ہمارے آقاءِ کریم کی دنیا ہی میں تصدیق کریں گے جسکا بکثرت ذکر متعدد احادیث میں ہے۔{ان آیات کی مدد سے مضمون کو مفصل آگے تک نہیں لیجایا گیا۔کہ شریف کو تھوڑا بھی کافی،اور رزیل کے آگے بس۔

(ھذا ما الھمنی ربی بعباد اللہ الصالحین)

ایت:۷)اِنْ ھوَ اِلَّا ذکریٰ للعالمین۔(الاَنعام:۹۰)

حضرت علی بن محمدؒ نے لکھا:انَّ القرآ نَ موعِظۃٌ وَّذِکریٰ لِجَمیع العالم من الانس والجن...وفیہ دلیلٌ علیٰ انَّہٗ ﷺ کانَ مَبْعُوثاً الیٰ جَمیعِ الخلقِ من الجن والانس وَاِنَّ دَعوَتَہٗ عَمَّتْ جَمیعَ الخلق۔(الخاذنِ) [تحقیق قرآنِ مجید

پوری دنیا کے سارے جن وانس کیلئے وعظ ونصیحت ہے...نیز اس میں اسبات کی دلیل ہیکہ حضرت محمد ﷺ تمام مخلوقات کیطرف مبعوث ہیں۔خواہ جنات،خواہ انسان۔اور یقیناً آپکی پکار ساری مخلوقات کیلئے ہے

سارے انبیاَ علیہم الصلوٰۃ والسلام میں سے کوئی بھی ان 'جمیع' کی طرف مرسل نہ تھا۔سوائے خاتم النبین محمد رسول اللہ کے۔اسطرح واضح ہے کہ جب آپ ہیں تو کسی نئے نبی کا آنا عبث ولغو ہوا۔اور یہ کام یقیناً اللہ تبارک وتعالیٰ عمَّا یَصِفُونَ کا نہیں،اور جب 'یہ دعویٰ نبوۃ' کیا گیا،تو یہ کام کسکا ہے؟یقیناً شیطان رجیم کا جو،''اِنَّہٗ لَکُم عَدُوٌ مبینٌ ہے(فَاتَّخِذُوہُ عَدُوًّا)۔وہ اس فرمانِ عالی شان کی روء سے عند اللہ المعظم وعند المسلم المکرّم مردود اور ملعون ہے۔اسطرح اسکی طرف سے جعلی دعوٰی نبوت کا مرتکب غلامِ قادیان علیہ الغضبان،بھی مردود ومقہور ہوا۔

ایت:۸)وکذالک جعلنٰکم اُمَّۃً وَّسَطًا لتکونوا شُھدآءَ علی الناسِ وَیکونَ الرسولُ علیکم شَھیدا(البقرہ ۱۴۳
اس آیت میں موضوع سے متعلق کلمہ 'شہدآء' ہے۔اس کلمہ کے بارہ میں علماؑ کی تحریریں ہماری راہ نمائی کرتی ہیں کہ ہم آخری امت اور ہمارے آقاﷺ آخری نبی ہیں۔

(۱)حضرت شیخ احمد سرہندی المعروف بمُلّا جیون رحمہ اللہ: ای جعلنا کم امۃ وسطٰی لتکونوا شھداءَ علی الناسِ ای اُمَمِ سائرِ الانبیاءَ بِالتّبلیغِ۔[ہم نے تمھیں امۃِ وسطیٰ اس لئے بنایا تا کہ تم قیامت والے دن سارے لوگوں پر گواہ ہوؤ۔یعنی انبیاءؑ کے پیغامِ خدا پہنچا دینے کے بارہ میں سارے انبیاءؑ کی امتوں پر گواہ ہو جاؤ۔]
جب امتِ محمدیہ پیغامِ رسالت پر سارے انبیاءؑ کے حق میں گواہی دیگی،تو حضرت محمد خاتم الانبیاءؑ محمدٍ المصطفیٰ احمد المجتبیٰ ﷺ کو اپنی امت کی اس گواہی پر،گواہی دینے کیلیئے بلایا جایٔگا۔"فَلیَشھَدُ بعدَ اَتِھم"تو نبی مکرم ﷺ اپنی امت کے عادل گواہ (مقبول الشہادۃ) ہونے کی گواہی دیں گے۔(التفسیرات الاحمدیۃ)

(۱۱)امام علی بن محمدؒ: ثُمَّ یُؤتیٰ بمحمدٍ فیُسأَلُ من حالِ امتہٖ۔"فَیُزَکِّیھم وَیَشھَدُ لِصِدقِھِم"۔(الخازن)
[پھر حضرت محمدﷺ کو بلایا جایٔگا۔آپسے آپکی امت بارہ بیان لیں گے۔آپ اپنی امت کی پاکیزہ ذہنیت و عادات کا ذکر کریں گے اور اسکی سچائی کی گواہی دیں گے۔]

(۱۱۱)امامِ بخاری رحمہ اللہ: قال رسول اللہ ﷺ یجاءُ بنوحٍ وامتہٖ یوم القیامت،فیُقالُ لہٗ: ھل بَلَّغتَ؟فیقول، نعم ای ربی!فیُسئلُ امتہٗ، ھل بَلَّغکم؟فیقولون، ماجآءنا نذیر۔فیُقالُ لنوحٍ علیہ السلام مَن یَشھَدُ لکَ؟فیقول محمدٌ وامتہٗ۔فیُجآءُ بکم۔فتشھدون ثم قرأ رسولُ اللہِ"وَکذالکَ جعلنٰکم اُمَّۃً وَّسَطًا لِتکونوا شُھدآءَ.....
(رواہ البخاری) وَزادَ الترمذی (فی الجامع) وَسَطًا = عُدُولاً۔[فرمایا رسول اللہﷺ نے،روز قیامت حضرت نوح اور انکی امت (کے منکر لوگوں) کو لایا جایٔگا تو سیدنا نوح علیہ السلام سے پوچھا جایٔگا، آیا آپ نے پیغام رب پہنچایا تھا؟آپ عرض کرینگے،جی ہاں میرے مالک!تو آپکے اُن اُمتیوں سے پوچھا جائے گا کیا اسنے پہنچا دیا تھا؟وہ کہیں (بکیں) گے،ہمارے ہاں کوئی (بے ایمانی کے انجامِ بد سے)

ڈرانے والا آیا ہی نہ تھا۔ تو حضرت نوح سے کہا جائیگا، 'آپکا گواہ کون؟' آپ کہیں گے: حضرت محمد اور آپکی امت۔ اسپر تمہیں بلایا جائیگا۔ تو تم حضرت نوح کے حق میں گواہی دو گے۔ یہ فرما کر نبی پاک نے پڑھا: وکذالک جعلنا کم ...ترمذی میں یہ دو لفظ اور بھی ہیں: 'وسطٰی کا معنیٰ' عادل' ہے۔]

(iv) امام ابن کثیر کی تفسیر میں یہی مضمون مرقوم ہے اس مضمون کی احادیث صحیحہ امام احمد، بخاری، ترمذی نسائی اور ابن ماجہ سے، نیز امام ابن مَردوَیہ وامام ابن ابی حاتم (رحمہم اللہ) سے ذکر فرمائیں۔

(v) حضرت عبدالحق حقانی: جسے تم اچھا کہو وہ اچھا، جسے تم برا کہو وہ برا۔ نیز اِنہوں نے آیت ...وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ ...النسآ: ۱۱۵، اور حدیث 'لَنْ تَجْمَعَ اُمَّةُ مُحمدٍ عَلَى الضلالةِ' سے عقیدہ ختم نبوۃ کی حقانیت پر استدلال فرمایا۔

(vi) امام فخر الدین الرازی: الحکمت فی ذٰلک تمیزُ امةِ محمدٍ فی الفضلِ علیٰ سائرَ الامم بالمبادرۃ الیٰ تصدیق اللہِ تعالیٰ وجمیع ِالانبیآ والایمانِ بِہِم جمیعاً فُہم بالنسبۃِ الیٰ سائرَ الامم کالعدل بالنسبۃِ الیٰ الفاسقِ۔ فلذٰلک یقبِلُ اللہُ عزَّ وجلَّ شھادَتَہم علیٰ سائرَ الامِم ولایقبل شھادۃَ الامم اظہار اَلعدالَتِہم وکشفاً من فضلھم ومنقبتِہم۔

[اس میں حکمت یہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی تصدیق کرنے، سارے انبیاَ کی تصدیق کرنے اور انپر ایمان لانے میں امتِ محمدیہ کے سبقت کرنے کے سبب، اسکی فضیلت کو نمایاں کیا جائے۔ اس امت کی نسبت ساری امتوں کے ساتھ ایسی ہے جیسے کہ عدل کی نسبت فاسق کے ساتھ۔ اسی وجہ سے اللہ تبارک وتعالیٰ انکی گواہی ساری امتوں کے خلاف قبول فرمائیگا۔ مگر، اُن امتوں کی گواہی اِس امت کے خلاف قبول نہ فرمائیگا۔ یہ انکے عدل کا اظہار کرنے اور انکی فضیلت وخصائلِ حمیدہ پر سے پردہ اٹھانے کیلئے ہے۔

.... > ... خبردار!

یہی امت جو ساری امتوں کے مقدمہ میں سارے انبیاَ کی گواہ ہوگی، اس بات پر متفق ہے کہ آقاء حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے متولّد ہونے کے بعد کسی بھی نبی نے پیدا ہونا ہی نہ تھا۔ جس امت کے صاحب

عدل وحق ہونے کی گواہی، یوم الدین رسول اللہ دینگے، وہ امت دنیا میں اس بات پر متفق ہے کہ ہمارے آقاء کے بعد ہر مدعی نبوۃ کذاب، دجال ہے۔

۔؛...؛۔ یہ امت ''آخری نبی'' کے بارہ میں غلط کیوں کر قرار دی جاسکتی ہے؟۔؛...؛۔

اُمۃً وَسَطیٰ۔

مرزاءِ قادیان کے ایجنٹ لوگوں کو لفظ 'امۃ وسطیٰ کے بارہ میں مغالطہ میں ڈالکر گمراہ کرنے میں لگے ہوئے ہیں کہ: آقا سرکار کی امۃ درمیانی امت ہے۔ اس لحاظ سے اسکے ہر دو طرف امتیں ہیں۔ اس امۃ سے قبل بھی امتیں ہوئیں اور اسکے بعد بھی ہونگی۔ چنانچہ غلام قادیان کی بھی امت ہے اسطرح وہ نبی ہوا۔ (یہ ہے وہ دجل یعنی فریب جو لوگوں کو دیا جارہا ہے)۔ اُن سے پوچھا جائے کہ قبل از امت محمدیہ کم وبیش ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاؑ تشریف لائے۔ تمہارے اس خیال باطل کی روء سے قریباً اتنے ہی نبی بعد از نبینا محمد ﷺ آنا چاہئیں۔ ورنہ 'ہمیں' بایں اعتبار امت وسطیٰ کہنا نری جہالت ہوئی؟ پہلے گزرنے والوں کی خبر ہمارے سرکار نے دی، مگر آنے والوں کی نہ دی؟ جب دی تو انہیں 'دجّال'، 'کذّاب' قرار دیا اور اُن کے فاسد زعم میں نبی (من گھڑت) کہا۔ اور تمہارے اُس مرزا نے بھی یہ بات نہ کہی جو تم کہہ رہے ہو۔ اگر تمہاری اس بات کو لیا جائے تو اسطرح قبل از مرزا وبعدہٗ کئی نبی آچکے ہوتے؟ مگر، جسنے یہ دعویٰ کیا، جھوٹا قرار پایا اور خود مرزا نے بھی کسی ایسے کو نبی نہ مانا۔

ہم سمجھتے ہیں کہ اسطرح یہ مرزا اپنی اولاد در اولاد کو نبوۃِ عزازیلیہ کے درکہءِ رزیلہ پر لُڑھکانے کا ارادہ رکھتا ہوگا اور اس ہوسِ ذلیل کی خاطر یہ عقیدۂ خبیثہ لوگوں کے اندھے دلوں میں اتارا ہوگا۔

مگر صد آفرین، خلیفہءِ نبیؐ آخر الزمانی، فرزند شہبازِ لامکانی، وارثِ نسبِ غوثِ صمدانی، غریب نوازِ خلقِ یزدانی، محافظ ایمانی، سیّدُنا وسندنا حضرت السیّد مہر علی الشاہ الحسنی الجیلانی، قبلۃ العلم لاثانی نے ایسا پنجہءِ

قہّارانی بر چہرۂ نبوت شیطانی القادیانی مارا کہ ورثآءِ کذبِ نیرانی نے آج تک اپنے (یا کسی اور کے) نبی ہونے کے دعویٰ ءِ اسفل السافلانی کا نام تک نہیں لیا۔ اور 'وہ' جو اپنی نبوت کیلیۓ اہل اسلام کیطرف پیش قدمی کرر ہے تھے ٹھٹک کرر کے اور فریب کے گہرے غار میں جا چھپے۔ (العیاذ باللہ و برسول اللہ ﷺ)

''امۃ وسطیٰ'' کی معرفت کیلیۓ استعانت العلماٗ۔

ا:) حکیم الامۃ احمد یار: تمہیں یہ عزت دی کہ سب سے افضل کیا اور سب کا گواہ بنایا۔ ..عادل، منصف بنایا، یعنی افراط وتفریط سے منزہ..عمدہ عقائد والے..تمہیں دائرۃ الامم کا مرکز بنایا کہ سب تمہارے گرد اور تم سبکے درمیان، ''یعنی مرجع الامم'' (تفسیر نعیمی رحمہ اللہ) {یہ شرف از امامُ الانبیاٗ تا یومُ الجزاٗ ہمیں حاصل ہوا۔ الحمد لربِ آخرِ الانبیاٗ ﷺ}

اا:) جسطرح ہمنے، اے امتِ محمد یہ تمکو اور باتوں میں برگزیدہ کیا...اسی طرح ہر بات میں تمکو امتِ وسط یعنی پورا اور کامل کیا۔ تا کہ سب لوگوں کیلیۓ تم شہید یعنی ہر امر خیر میں ھادی بنو۔ (تفسیر حقانی)

ااا:) ابوالاعلیٰ مودودی، بانی جماعت اسلامی: اس سے مراد ایسا اعلیٰ واشرف گروہ ہے جو عدل وانصاف اور توسط کی روش پر فائز ہو۔ (تفہیم)

حضرت علآ ٕالدین: کما جعنا قبلتکم وسطیٰ بین المشرق والمغربِ کذالک جعنا کم امۃً وّسطیٰ یعنی عدو لاًخیارا [تمہارے قبلہ کو، جسطرح مشرق مغرب کے درمیان بنایا اسیطرح تمہیں درمیان والی امۃ بنایا یعنی معتدل (کمی زیدتی سے محفوظ) و بہترین۔) مزید لکھا: خیر الامور اوسطہا...انّ رؤساءَ الیہودِ قالوا لمعاذ بن جبل: قد علِم محمدٌ انّا اَعدَلُ الناسِ۔ فقال معاذٌ، اِنّا علیٰ حقٍ وّعدلٍ۔ فانزل اللہُ (فی تصدیق معاذ)، وکذالِک جعلنا کم امۃً وّسطیٰ....وَرَوٰی سعیدن الخدری رضؓ عن النبی ﷺ قال: اَلا وَاِنَّ ھٰذہِ الاُمۃ تُوفی سبعینَ امۃً۔ ھی آخرُ ہا واکرمہا (الخازن) [ہر کام میں میانہ روی بہترین صورت ہوتی ہے۔ حضرۃ معاذؓ سے یہود کے سرداروں نے کہا محمد (ﷺ) کو یقیناً معلوم ہے کہ ہم سارے انسانوں سے اعلیٰ ہیں۔ اسپر معاذ بولے، یقیناً ہم حق و

انصاف پر ہیں۔تو تصدیق معاذؒ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:وکذالک جعلناکم ......۔

v :) حضرت سعید خدریؓ سے روایت :رسول کریم نے فرمایا:اس امت کے رتبہ سے آگاہ رہو جو ستر امتوں سے برابری کرتی ہے۔یہی سب سے آخری،بہترین اور اللہ کی طرف سے معزز ترین ہے۔

vi)امام رازی: اِنَّ الوسط ھُوَ العدل..قال اوسطھم ای اعدلھم ..القفال عن الثوری عن الخدری عن النبیﷺ امۃ وسطیٰ،قال:عدلا۔وھوالذی قالہ الاخفش والخلیل وقطرب۔(کبیر)

vii :)حضرت احمد سرہندی:..جعلناکم متوسِّطین بین الغلوِ وَالتقصیر۔(احمدیہ)
[نہ بڑھے ہوئے،نہ گھٹے ہوئے، بلکہ درمیانے بنایا۔]

ایت:۹)صراط الذین انعمت علیھم۔(الفاتحہ:٦

اس میں صیغہ فعلِ ماضی متعلقِ عنوان ہے۔یہ صراط بن چکا۔جن کے نقوش پا سے بنا،وہ گزر چکے۔وہ گزرے تبھی بنا۔اب انہی کے آثارِ عمل کو نشانِ منزل ماننا ہے۔اُسی صراط پر گامزن رہنا ہی انعام پانے کا ذریعہ و وسیلہ ہے۔نئ نبوت؟نئ شریعت؟کوئی گنجائش ہی نہیں۔اس کا نہ کوئی ذکر۔نہ اشارتاً نہ کنایتاً۔بلکہ تصریحات ساری اسکے خلاف،اسکی مخالف!اسی صراطِ مستقیم سے ہٹنے،نیا صراط بنانیکا مطلب گمراہی کے سواء کچھ نہیں۔

ءُ ءُ ،،۔....’’وہ گمراہی جولعنت پر منتج ہو‘‘مغضوب علیھم‘ بنناہے۔....،،ءُ ءُ

ایت:۱۰)...ھدًی للمتقین:(البقرہ:۲) [یہ قرآن (وہ کتاب ہے) جس میں کوئی بات بھی مشکوک نہیں] تمام تر،متقین (اہل ایمان) کو کفایت کرنے والا ’ھادی‘ ہے۔حضور بانیِ اسلامﷺ نے فرمایا تھا:....

اِن اعتَصَمتُم بہٖ لَن تَضِلُّوا...یقیناً بعدازیں کوئی وحی رسالت،ہرگز نہیں چاہیۓ۔لھذا مزید نبی عبث ہوا،اور عبث لغو ہونے کے سبب ناجائز ہوتا ہے۔نتیجہ یہ نکلا کہ ہمارے آقاﷺ کے بعد جس نے خود کو نبی قرار دیا اور جسنے اُسے نبی مانا،صرف اتنا ہی نہیں بلکہ جس نے اُسے مؤمن مانا،کافر نہ مانا،وہ سارے لوگ ’ناجائز‘

ہوئے۔ اور نا جائز کو شیطان کی طرف سے جائز سمجھا جاتا ہے۔ کچھ عجب نہیں کہ اُس نے سوچا ہو لاتعداد امور میں نے نا جائز پھیلائے تو ایک نا جائز امر دربارۂ نبوت بھی سہی۔ ''یعنی لغو نبی'' علیہا العنت۔

ایت:۱۱) اُولٓـئِكَ الَّـذِيـنَ اَنـعَـمَ الـلّٰـهُ عَلَيهِمُ مِنَ النَّبِيّنَ ..(النسآ:٦٩) صیغہ فعل ماضی متعلق عنوان ہے۔ جن پر انعام ہونا تھا ہو چکا۔ اب اور کوئی انبیاؑ علیہم السلم سے باقی تھا نہ ہے۔ لھٰذا صدیق، شہید اور صالح (مجدد، مجتہد اور متبع) وہی معتبر ہوگا جو اسی ہدایت (القرآن والحکمہ) کے تابع ہو، نہ کہ کسی اور وحی کے ورنہ اس زمانہ میں صرف اُس بعد والی وحی سے قبل والی وحی کے متبعین واہی ہو جائیں گے۔ احمد نبی اللہ محمد رسول اللہ ﷺ قیامت کو اُنکی صداقت و امانت کی گواہی (کما مر مفصلاً) نہ دے سکیں گے۔ اسی لیئے مرزا لئیم نے سارے مسلمانوں کو گالیوں کی سوغاتیں لکھیں۔ (ان شاء اللہ آیگی تفصیلہٗ فی المجلد الثانی)

آج تک سارے منعم علیہم: صدیقین، شہدآء اور صالحین نے اجماعی طور پر، بعدِ ولادتِ مصطفٰی رحمۃٌ للعالمین کسی بھی نبی کی تولید کا صاف انکار فرمایا۔ اگر انکا انکار فرمانا صحیح ہے (جیسا کہ وہ ہے)، تو یہ نو مولودِ نا مسعود، غلط اور ملعون، ورنہ تو قرآن، حدیثِ متواتر و اجماعِ امۃ جھوٹے؟ جو محال ہے بالیقین۔ (کسی طرح بھی ممکن نہیں۔ نا ہی بالفرض المحال، نہ ہی بفرضِ کچھ اور) اور جو قرآن و حکمت کو جھوٹ بتائے وہ کافر۔ لھٰذا ''سانپ کے مُونھ میں چھچھوندر، نہ نگلے بنے، نہ اُگلے بنے۔ نگلے تو اندھا، اُگلے تو کوڑھی۔'' والی کہاوت صادق آتی ہے۔ (غلام قادیان اور اسکے متبعین کا غلط ہونا یقینی ہے۔)

ایت:۱۲) یاآیُّھا الذین اٰمَنُوا اٰمِنُوا باللہ و... (النسآ:۱۳۶) حضرت عبدُ اللہ بن سلامؓ اور کعبؓ کے بیٹے اسد و اُسید، نیز ثعلبہ بن قیس، اسلام، مسلمہ اور یاٰمین بن یاٰمین، سرورِ کونین کے حضور آئے۔ (یہ لوگ اہل کتاب میں سے نو مسلم تھے۔) اور کہا ہم آپکی کتاب القرآن پر اور حضرت موسیٰ و توراۃ پر، اور حضرت عزیر (علیہم الصلوۃ والسلام) پر تو ایمان لائے ہیں مگر دیگر انبیاؑ و کتب کا انکار (کفر) کرتے ہیں۔ انکے جواب میں رسول اللہ نے فرمایا: بل آمنوا باللہ و برسولہ محمدٍ والقرآن و ''بکل کتابٍ کان قبلہٗ'' فانزل اللہ ھٰذہ ایۃ

(یعنی النساَ کی ایت ۱۳۶ :یاایُھا الذِ ین ....الکتابِ الذی نزّلَ علیٰ رسولہٖ والکتٰبِ الذی انزل مِنْ قَبْل ۔خازن ،کبیر وغیرہ

اس ایت کا اگلا حصہ اور بھی زیادہ قابل غور ہے جو یہ ہے: و مَنْ یَّکْفُرْ بِاللّٰہِ و ملٰئکتہٖ و کُتُبِہٖ رُسُلِہ و الیوم الآخِر فقَدْ ضَلَّ ضَلاً بَعِیداً چنانچہ اللہ تعالیٰ پر ،انکے سارے فرشتوں پر ،رسولوں ،کتابوں اور یوم آخر پر ایمان نہ لانے والا انکاری ہونے کی بنا پر کافر ہو جائیگا۔خود کو نبی قرار دیکر ،مسلمانوں کو ،مرزا نے کافر قرار دیکر اس قاعدہ کو لاگو کیا ہے۔دیکھیں اسکی کتب اور عبرت پکڑیں ،پھر تائب بھی یوں کیونکہ:

ھُوَ الذِی یَقْبِلُ التَوْبَۃَ عَنْ عِبَادِہٖ..القرآن۔

اگر بعد القرآن وحی اترنا تھی اور بعد محمدؐ الامی نبی پیدا ہونا تھا تو اس موقع پر اسکا ذکر ضروری تھا۔تاکہ اس بعد والے نبی پر ایمان لانے کا حکم بھی شامل ہو۔مگر بات بالکل اسکے الٹ کہی کہ فرمایا:...'وبکل کتاب کان قبلہ' نبی پاک کی اسبات کے مطابق قرآن کی یہ آیت مذکورہ آئی۔اسی بنیاد پر سارے مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ ہمارے آقا اور انکے قرآن کے بعد نہ نبی نہ وحی اور ہم مؤمنین کے بعد نہ ہی کوئی امت۔اب فیصلہ ہو چکا کہ جو کوئی ...'اَلْکِتَابِ الَّذِیْ اَنْزَلَ مِنْ قَبْل'...کا انکار کرے وہ اگر قبل ازیں انکار مؤمن تھا تو اب مرتد ،ورنہ کافر۔'فَقَدْ ضَلَّ ضَلاَ لاً بَعِیْداً'۔اسلئے فرمایا کہ وہ گمراہی کی انتہاَ یعنی کفر تک بھٹکتا چلا گیا۔

ایت:۱۳)..... وَاِنَّہٗ لَذِکْرٌلَکَ وَلِقَوْمِکَ (الزخرف:٤٤)[یہ تیرے اور تیری قوم کیلئے شرف اور بزرگی ہے۔]

جن لوگوں کی طرف نبی ﷺ کو بھیجا جاتا تھا ،وہ سارے اسکی قوم کہلائے۔قرآن کا یہی اسلوب ہے ہمارے آقا احمد مکرم محمد خاتم ﷺ ساری نسل انسانی کیلئے مبعوث ہیں اسلئے رہتی دنیا تک کے لوگ آپکی قوم ہیں۔

اس قاعدہ کی تصدیق مفسرین سے:

"(i) ابن کثیر: اسلئے بھی آپکی شرافت قومی اسمیں ہے کہ قرآن پاک آپ ہی کی زبان میں آیا۔یعنی قرآنی

لغت ،لغتِ قریش ہے۔اس وجہ سے یہ لوگ اسکے زیادہ سمجھ نے والے ہیں۔انہیں چاہئے کہ نہایت درجہ مضبوطی سے اسپر عمل کریں۔وہ مہاجرین جو اولین مؤمنین ہیں ،اور جو انکے قدموں پر ہوں ان سکو بڑی شرافت (عزت) حاصل ہے۔ذکر کا معنیٰ نصیحت بھی لیا گیا ہے۔سمجھنا چاہئے کہ اہل عرب کیلئے اس وحی الٰہی یعنی قرآن کا نصیحت ہونا دوسروں کیلئے نصیحت نہ ہونے کا تقاضا نہیں کرتا۔جیسا کہ قرآن میں ہے: لقد انزلنا الیکم ذکرکم ...اور ' وَ انذِرْ عشیرَتکَ الاقربین نصیحت قرآنی اور رسالت نبوی عام ہے۔''خاندان قوموں اور دنیا کے سارے انسانوں کو عام ہے''۔(ابن کثیر،اردو)

(ii) فخر الدین:لمّا بیّن تاَثیر التمسک بہٰذا الدین فی منفعِ الدّین ،بیَّنَ ایضاًتاَثیرہٗ فی منافع الدنیا فقال: ''وَ انہٗ لذِکرٌ لکَ وَلقومِکَ'' ای انہ یوجبُ الشرف العظیم لک ولقومک۔واعلم اَنَّ ہٰذہٖ الآیت تدل علٰی ان انساناًلابدَّ وان یکون عظیم الرغبت فی الثنآ الحسن والذکرالجمیل امر اَمْر غوباًفیہ لما بین اللہ بہ علٰی محمد حیث قال: 'وانہ لذکر لک ولقومک۔ولمّا طلَبہٗ (ای احمدَ المرسلَ) ابراھیمُ حیثُ قال: 'واجعل لی لسانَ صِدقٍ فی الآخِرین۔'ولاَنَّ الذکر الجمیل فاِنہ یحصلُ فی کل مکانٍ وفی کل زمانٍ۔(تفسیر کبیر)

[الزخرف کی آیت: ۴۳ میں اللہ جل شانہ نے فرمایا:فَاِسْتَمْسِکْ بِالَّذِیْ اُوْحِیَ اِلَیْکَ ...امام رازیؒ نے اس تمسک کیپارہ میں لکھا،جب اللہ عزَّ اسمہٗ نے اس دین سے تمسک کے اثرات دینیہ کا بیان فرمایا تو ساتھ ہی اسکے اثرات دُنیویہ کا بیان فرمایا تو کہا: 'یقیناً قرآن عظیم تیری اور تیری قوم کی شانِ رفیع ہے یعنی بڑا اشرف واعزاز ہے۔'اس آیت سے یہ معلوم ہوا کہ انسان عمدہ ذکر اور تعریف کو مرغوب رکھتا ہے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو اللہ تعالیٰ حضرت محمد ﷺ کی ثنا یہ کہکر نہ کرتے ،وانہ لذکر لک ولقومک'۔جب ابراہیم علیہ السلام نے اللہ کریم سے حضرت محمد ﷺ کی خواہش کی تھی تو عرض کی تھی: اِجْعَلْ لی لسانَ صدقٍ فی الاخرین (شعراء) اور رکھ دینا (یعنی پیدا کرنا) میری خاطر (یعنی میری آرزو پوری کرتے ہوئے) ''لسانِ صدق'' کو آخر زمانہ کے لوگوں میں۔{ 'لسان صدق' یہ ہمارے آقا کریم کا وہ نام ہے جو سیدنا ابراہیم نے اس وقت

آپ ﷺ کیلئے تجویز فرمایا۔ اسلئے اہل عرب آپ کو'الصادق' کہا کرتے تھے۔}

امام رازی نے مزید لکھا: اَنَّہٗ سَاَلَ رَبَّہٗ اَنْ یَّجْعَلَ مِنْ ذُرِّیَّتِہٖ فی آخرالزمانِ مَن یَّکُوْنُ داعیاً الی اللہِ تعالیٰ وذٰلک ھومحمدٌ ﷺ۔ فالمراد من قولہ، 'اجعل لی لسان صدقٍ فی الآخرین'۔۔۔بعثتُ محمدٍ۔۔۔ﷺ (تفسیر کبیر

[حضرت ابراہیم نے اپنے رب سے سوال کیا کہ۔۔"آخرزمانہ میں"۔۔انکی ذریت سے اُسے پیدا کرے جو اللہ کی طرف بلانے والا ہو۔ اور وہ وہی ہیں، 'جو محمد ہیں' صلی اللہ علیہ والہ وسلم

چنانچہ۔۔۔۔۔۔ لِسَانُ صِدْقٍ فی الآخرین حضرت محمد ﷺ ۔۔۔۔۔۔ ہیں۔]

۔۔۔ <... >بتاؤلوگو! اب کس میں جرائت ہے کہ ہمارے آقاومولیٰ سے یہ فضیلت سلب کرے؟

آپ کیلئے توصریح فرمایا: 'وَاللّٰہُ یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاسِ' اور یہ حفاظت کا عمل دائماً جاری ہی۔ یہ سعادت اس زمانہ میں 'حضرت قبلۂ عالم مہرِ علی شاہ الحسنی' اور انکے (روحانی فرزندارشد) حضرت سیّدُنا الشیخ الجامع محدث زمانُ غلامِ محمد گھوٹوی۔ شیخ الجامعہ جامعہ عباسیہ(the founder & first v c of islamia univercity b w r) کو حاصل ہوئی۔ عصمت خاتم النبین کی حفاظت کا فریضہ ہر زمانہ میں علماءِ راسخین انجام دیتے چلے آئے ہیں۔ یہ انکا فرضِ منصبی ہے جسے نبھایا جاتا رہیگا۔ انشاءاللہ ثمَّ شاءِ محمد، صلی اللہ علیہ وآلہٖ وصحبہٖ واَتباعِہٖ وبُرک وسلم ابدا، واجعلنا منھم امین۔

یہ فریضہ جیسا کہ حضرت الشیخ الجامع نے نبھایا کوئی کیا نبھائیگا کہ غلام قادیان کے نام لیواؤں کو، جو دین اسلام میں تو مرتد تھے ہی، قانونِ دنیا میں بھی غیر مسلم قرار دلوا کر جتلادیا کہ۔ قادیانی کیا۔ اور۔ لاہوری کیا۔ سبھی نے ارتداد کیا کہ 'محمد صاحبِ ختمِ نبوت ﷺ کے بعد کسی کو نبی کیا۔ الّٰھم صل وسلم وبارک علیہ والہٖ وصحبہٖ، وعلینا

(111عبدالحق حقانی: وَ اِنَّہٗ، یہ قرآن، لذکرٌ لَّکَ وَلِقَوْمِکَ، تیرے اور تیری قوم کیلئے ایک پندِ سودمند (مفید نصیحت) ہے۔۔ بعض مفسرین کہتے ہیں ذکر سے مراد شرف (عزت) ہے۔ قرآن تیرا اور تیری قوم کا شرف ہے۔ اور پچھلی نسلوں کیلئے یادگار۔ {شرف=بلندی یعنی تمھیں دوسروں پر بلند درجہ دیا۔ تمہارا

مقام اوروں سے بلند فرمایا کہ تمہیں قرآن عطا فرمایا۔}

(iv)..لذکر لك..معلوم ہوا کہ حضور کی ساری امت حضور کی 'قوم' ہے۔اور ہر نبی اپنی قوم کی زبان جانتا ہے۔لھذا حضور ساری زبانیں جانتے ہیں۔کیونکہ یہ ساری انکی قوم کی زبانیں ہیں۔رب تعالیٰ فرماتا ہے،'وما ارسلنا من رّسول الا بلسان قومه' آیت کا مقصد یہ ہے کہ قرآن کریم آپکی اور آپکے غلاموں کی عزت کا ذریعہ ہے، جو عزت چاہے وہ قرآن کی عزت کرے اور عالمِ قرآن کی خدمت خلوص کے ساتھ۔(نور العرفان)

انتباہ:ان تفسیروں سے ثابت ہوا کہ تا قیامت ،زمانہ ہمارے نبی کا زمانہ ہے۔قرآن کا زمانہ ہے۔ سارے انسان ہمارے نبی کی قوم ہیں۔شرف والے صرف وہ جو مطیع ،ذلت والے وہ جو غدار ہیں۔جو لوگ اسی نبی آخرالزمان،اشرف نبیاں سے متعلق رہیں گے،وہی اس شرف عظیم کو پاسکیں گے۔تو اے وہ لوگو جو حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد کسی کو نبی مانتے ہو، بسبب ایمان سے محروم رہنے کے،اس شرف سے محروم نہ رہو گے؟تو آیا تمہیں یہ گوارہ ہے کہ محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد کسی کو نبی مان کر اس رتبہءِ عظیمہ سے گر جاؤ؟نہیں؟تو پھر ہر اسکا انکار کردو جو رسول عظیم، نبی اعظم خاتم معظم ﷺ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرتا ہو۔خود بھی ذلت کا شکار ہوا ہو اور تمہیں بھی شرف نجات کی بجائے جہنم کے قعر مذلت میں جھونکنے والا ہو الزخرف کی اس مذکورہ بالا آیت کے آخر میں ہے،'وسوف تُسئلون' جس میں مخاطبین اہل اسلام بھی ہو سکتے ہیں،جیسا کہ عنقریب گزرا۔اور غیر اہل اسلام بھی۔کہ،اے دیگر اقوام!تمہیں قرآن پہنچا؛ پیغام سیّد آخرالایّام پہنچا،مگر تم ایمان نہ لائے۔کیوں؟

ایت: ۱۴)نزّلَ عَلَیكَ الكِتابَ بِالحَقِّ مُصدِّ قالِما بَینَ یَدَیهِ،وَاَنْزَلَ التَّوراةَ وَالاِنجِیلَ . مِنْ قَبلُ هُدًی لِّلناسِ وَانزَلَ الفُرقانَ۔(آل عمران:۳،۴)

علیٰ العموم مفسرین نے اس 'الفرقان' سے قرآن شریف مراد لیا ہے۔فرمایا:ان المراد ھو القرآن۔(کتب تفسیر)

بعض مفسرین نے اس القرآن کے بارہ مین لکھا: ایک بار الکتاب فرما کر دوبارہ ذکر کی وجہ اسکی عظمت کا اظہار ہے۔ نیز یہ کہ وہ حق وباطل میں فرق واضح کرنے والی کتاب ہے۔

امام رازی نے لکھا: المختار عندی فی تفسیر ھٰذہٖ الآیۃ ...اَن المراد من ھٰذا الفرقان المعجزات الّتی قرّنھا اللہ تعالٰی باِنزال ھٰذا الکتاب (کبیر) [اس آیت کی تفسیر میں میرے نزدیک جو صورت ہے وہ یہ ہے: اس لفظ 'الفرقان سے' اللہ جلّ وعلا کی مراد وہ معجزات ہیں جو اس کی کُتب کے نزول سے جڑے ہوئے ہیں۔]

قرآن میں متعدد مقامات پر اللہ تبارک نے فرمایا کہ جن لوگوں کو کتاب دیگئی اُنہی لوگوں نے اسکے بارہ میں آپس میں اختلاف کیا۔ اب یہاں 'وانزل الکتاب' کہہ کر اللہ نے بتایا کہ تورات وانجیل والے خود ہی اپنی کتابوں کے مندرجات کو چھپاتے اور بدلتے ہیں۔ اسطرح حق کو جھٹلاتے ہیں۔ لہٰذا قرآن کو اس شان کے ساتھ نازل کیا کہ وہ صدق وکذب میں فرق کو نمایاں کر دیتا ہے۔ اور جس سچ کو اہل زمانہ جھوٹ قرار دیکر ٹھکراتے رہے ہیں، اُنکے اختلاف کو اکھاڑ پھینک نے والا قرآن ہے۔ جسکے نفاذ وتحفیظ کا کام سب سے زیادہ احسن انداز میں سر انجام دینے والا سیدنا عمر الفاروق الاعظمؓ من جانب اللہ یہ خدمت یوں بجالا رہا ہے کہ دنیا بھر میں جگہ جگہ لاتعداد لوگ اسے حفظ کر رہے ہیں۔ ہر مسجد میں اور دیگر بے شمار مقامات پر نماز تراویح میں پڑھ رہے ہیں۔ دیگر علوم کی تحصیل وتکمیل کے بعد اسکے معانی و مطالب اور مقاصد کی لوگوں کو تعلیم دیکر اسکی حفاظت کی ذمہ داری کمال درجہ نبھا رہے ہیں۔ اللہ سبحانہٗ نے صاحب قرآن ﷺ کو وہ معجزے دیئے جو رہتی دنیا تک مقصودات قرآنیہ کو بحفاظت رکھتے ہوئے اگلی نسلوں کو منتقل کرتے رہیں گے۔ اسطرح الفرقان یہ علماً حق ہیں۔ یہ بھی معجزہ نبی آخر زمان کا۔ م،ن }

ایت: ۱۵) وَاِذْ اَخَذْنَا مِنَ النبیین مِیْثَاقَھم وَمِنكَ و من نُوحٍ وَ ابراھیمَ و موسیٰ و عیسیٰ بن مریم (الاحزاب: ۷)

[اور جب ہم نے سارے نبیوں سے انکا میثاق لیا، بالخصوص آپ سے (اے محمد) اور نوح، ابراہیم، موسیٰ

اور عیسیٰ بن مریم (علیک وعلیہم السلام) سے۔]{انبیاً سے میثاق لینے کا ذکر کرتے ہوئے، کتنے عمدہ انداز میں اول الخلق کے 'خاتم النبین' (آخرالانبیاً) ہونے کا جتلاتے ہوئے یہ کلام فرمایا}

{اللہ تعالیٰ کے سارے نبی اولوالعزم ہیں۔انمیں سے اِن پانچ کا خصوصیت کے ساتھ ذکر انکی بعض خصوصی حیثیتوں کی طرف متوجہ کرنے کیلیئے کیا:۔

اِ:) حضرت محمد رسول اللہ ﷺ اول الخلق ہیں۔اسی کو ذہنوں میں تازہ کرنے کیلیئے اس مقام پر اول الذکر ہیں

اِاِ:) حضرت نوح علیہ السلام وہ اول نبی ہیں جنہیں مستقل شریعت دیگئی۔

اِاِاِ:) حضرت ابراہیم علیہ السلام وہ اول نبی ہیں جنکو دنیا کی ہر بڑی قوم اپنا نبی مانتی ہے۔آپکا عرف ابوالانبیاً کی کنیت سے ہے۔اور آپ خاتم الانبیاً احمد المجتبیٰ علیہ السلام کے جدِ اول بھی ہیں۔

IVاِ) حضرت موسیٰ علیہ السلام بنواسرائیل میں وہ اول نبی ہیں جنکی شریعت سارے بنواسرائیل کا احاطہ کرتی تھی یعنی صرف اہل کتاب آپکی امت دعوت واجابت ہیں{قبل ازیں لوگ حضرت ابراہیم پر نازل ہونے والی شریعت پر تھے}اسی لئے سارے بنواسرائیل یعنی اہل کتاب آپ پر ایمان رکھنے کے دعوٰی دار ہوئے۔

Vاِ) حضرت عیسیٰ علیہ السلام وہ اکیلے نبی ہیں جو اپنی حیاۃ فی الارض میں خاتم الانبیاً کے مبشر اور قبل از وفات بعد از نزول من السماً آپ علیہ السلام کے مصدق و متّبع شریعت بھی ہونگے۔نیز آپکی ولادت صرف ماں سے ہوئی جو آپکا قبل از ولادت عظیم وحیرت زا معجزہ ہے۔چنانچہ سارے انبیاً کے مجملاً ذکر کے بعد خاص انبیاً کے اس ذکر خاص کے بارہ میں مفسرین عظام نے لکھا ہے:}

امام اسماعیل بن کثیرؒ :یہاں عام نبیوں کا ذکر کرکے،خاص نبیوں کا نام لیکر ذکر کیا۔اسیطرح اُن نبیوں کے نام اس آیت میں بھی ہیں:شَرَعَ لَکُم مِنَ الدِّینِ ماوَصّیٰ بِہ نوحا....یہاں حضرت نوح علیہ السلام کا ذکر کیا ہے جو ساری زمین پر اللہ تعالیٰ کے پہلے رسول ہیں۔حضرت محمد علیہ السلام جو سب سے آخری رسول ہیں۔ اور حضرت ابراہیم،موسیٰ اور عیسیٰ علیہم السلام کا ذکر کیا جو درمیان ہر دو ہیں۔ایک لطیف نُکتہ اسمیں یہ ہے کہ

پہلے نبی حضرت آدم علیہ السلام سے بعد والے نبی حضرت نوح علیہ السلام کا ذکر کیا اور آخری نبی حضرت محمد ﷺ سے پہلے والے نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر کیا۔ اور درمیانی انبیاءؑ میں سے حضرت ابراہیم وموسیٰ علیہم السلام کا ذکر کیا۔ یہاں ترتیب یہ رکھی کہ فاتح وخاتم کا ذکر کر کے بیچ کے نبیوں کا نام لیا۔ اور آیت: ۷ میں پہلے آخری نبی کا نام لیا تو پتہ چلا کہ سب سے افضل واشرف آپ ہی ہیں۔ (ابن کثیر)

ii:) عبدالحق حقانی: اول تو جمیع انبیاءؑ کا ذکر عام طور پر کیا کہ ہم نے انسے عہد لیا تھا۔ پھر ان میں سے پانچ نبیوں کا نام لیا جو بڑے اولوالعزم اور صاحب شریعت ہوئے۔ اگرچہ دنیا میں حضرت کا ظہور سب نبیوں کے بعد ہوکر، آپ ہی پر سلسلہ نبوۃ تمام کردیا گیا۔ مگر آپ عالمِ ازلی میں سب سے پہلے نبی ہیں۔ چنانچہ ابن اُبی حاتمؒ راوی کہ نبی ﷺ نے اس آیت کی شرح میں فرمایا: میں سب نبیوں سے پیدا ہونے میں اول اور بھیجے جانے میں آخر ہوں۔ اس لئے اللہ جلَّ شانہٗ نے سب سے اول میرا ذکر فرمایا۔ اس حدیث کی مؤیّد بہت سی صحیح حدیثیں اور بھی ہیں۔ (تفسیر حقانی)

iii:) علی بن محمد: وَقُدِّمَ النبیُّ ﷺ فی الذکرِ تشریفاً لہٗ وتفضیلا۔ ولما روی البغویُّ باسناد الثعلبی عن ابی ہریرۃؓ اَنَّ النبیَّ ﷺ قال: کنتُ اولَ النبینَ فی الخلقِ وآخرُہم فی البعث۔ (الخازن)

ومنک.. خصوصاً وقدم رسول اللہ علیٰ نوح ومن بعدہٗ علیہم السلام لاَنَّ ھٰذا العطف لبیان فضیلۃ ھٰؤلاءِ لانہم اولوالعزم واصحاب الشرائع۔ فلمّا کان محمدٌ ﷺ افضل ھٰؤلاءِ قُدِّمَ علیہم۔ ولولاہٗ لکَ لقدِّمَ مَنْ قدَّمَ زمانہٗ (تفسیر النسفی

[سورۃ الاحزاب کی آیۃ: ۷۔ رسول اللہ کے ذکر کو یہاں خاص طور پر مقدم کیا گیا حضرت نوح اور انکے بعد والے انبیاءؑ کے ذکر پر کیونکہ یہ عطف رسول اللہ کی فضیلۃ کے بیان کیلئے ہے۔ وہ انبیاءؑ علیہم السلام اولوالعزم ہیں اور صاحب شریعت بھی۔ تو حضرت محمد ﷺ ان سے افضل ہیں۔ اسلئے اُنکا ذکر پہلے کیا۔ اگر یوں نہ ہوتا تو اسکا ذکر اول ہوتا جو پہلے تشریف لایا تھا۔] (ؒ)

(iv) امامِ رازی: خُصَّ بالذکر اربعۃٌ من الانبیاءِ وہم نوح، ابراہیم، موسیٰ وعیسیٰ۔ کان لہما فی زمان نبینا قومٌ

وامتہٗ۔ فذِکرُ ہما احتجاجاً علیٰ قومِہما۔ وابراہیم، کان العرب یقولون بفضلہٖ وکانوا یتّبعونہٗ فی الشعائر بعضہا۔ و کان نوحاً کان اصلاً ثانیاً للناس حیث وُجد الخلق منہ بعد الطّوفان۔ وعلیٰ ھٰذا لوقال قائلٌ، فآدمُ کان اولیٰ بالذکرمن نوح؟ فنقولُ، خلق آدمَ کان للعمارۃ۔ وکانت نبوتُہٗ مثلَ الارشادِ للاَولادِ۔ ولھٰذا لم یکن فی زمانہٖ اھلاک قومٍ ولا تعذیب (الکبیر)[انبیاءٗ میں سے چار کا ذکر خاص طور پر کیا۔ وہ حضرت نوح، ابراہیم، موسیٰ اور عیسیٰ علیہم السلام ہیں۔ حضرت موسیٰ وعیسیٰ کی قوم اور امت آپ ﷺ کے زمانہ میں موجود تھی۔ تو انکے نبیوں کا ذکر انپر حجت قائم کرنے کیلئے کیا۔ حضرت ابراہیم کا اس لئے کہ عرب انکے فضائل کے قائل تھے۔ اور کچھ شعائر میں انکے تابعدار۔ حضرت نوح کا اسلئے کہ طوفان کے بعد لوگ انہی سے وجود میں آئے۔ اسطرح آپ علیہ السلام لوگوں کی دوسری اصل قرار پائے۔ اگر کوئی کہے کہ حضرت آدم علیہ السلام بہ نسبت حضرت نوح کے یہاں ذکر کے زیادہ حقدار تھے؟ تو ہم کہیں گے کہ تخلیق آدم انسانی آبادکاری کیلئے تھی، اور انکی نبوۃ (مختصر) اولاد کو وعظ اور مشورے کیلئے تھی۔ اسی وجہ سے انکے عہد میں کسی کی نہ تو ہلاکت ہوئی نہ ہی کسی کو سزا ملی۔

{جو نبی اللہ تشریف لائے انہوں نے اپنا کلمہ پڑھوایا۔ اپنی شریعت نافذ فرمائی۔ بعد والے نے کلمہ میں ان کے نام کی جگہ اپنا نام اور شریعت کی جگہ اپنی شریعت (اگر نئی لائے) جاری کی۔ قبل والے کی منسوخ کی۔ مگر پیارے آقا ﷺ، جنکا نام اس آیت میں مقدم ہے، کہ آپ آئے سبکے بعد، اسطرح یہ بتانا مقصود تھا کہ آپ سب کے ناسخ ہیں۔ اب صرف آپکا کلمہ وشریعت، بس۔ اسکو منسوخ نہیں ہونا ورنہ تو آپکے ذکر کیطرح آپکی آمد مقدم ہوتی۔ یہی بات نزول عیسیٰ ﷺ کے ذکر میں گزری کہ وہ آپکا قبلہ اور آپکی شریعت اختیار کریں گے}

اب کوئی دعویٔ نبوت کرے تو اپنے کلمہ اور شریعت کے ذریعہ منسوخیِ کلمہ وشریعت کرتا ہے۔ یوں وہ اللہ ورسولہ کا بے حد گستاخ بنتا ہے جسکی سزا دنیا میں قتل اور آخرت میں دائمی عذاب جحیم ہے

ایت:۱۶)...حتیٰ یبعث فی اُمّھا رسولا۔(القصص:۵۹) [

اس آیت کا حکم یہ ہے کہ قیامت نہ آئے جب تک کہ پوری نوعِ انسانی (خواہ موجود خواہ آئندہ) کیلئے رسول نہ بھیج دیا جائے۔اس سے جہاں یہ معلوم ہوا کہ آقاءِ کل ﷺ ساری نوعِ انسانی کیلئے مبعوث ہیں وہاں یہ بھی ثابت ہوا کہ آپ اُم القریٰ وَمَن حولھا کے لئے آئے۔اب تو صرف فناءِ عالَم دُنیا باقی رہی ہے

ایت:۱۷)وَاُوحِیَ اِلَیَّ ھٰذا القرآن لِاُنذِرَکُم بِہٖ وَمَن بَلَغَ (الانعام:۱۹) [یہ قرآن میری طرف اسلئے وحی کیا گیا تا کہ میں تمہیں (بھی) ڈراؤں اور اُسے بھی جسے (یہ قرآن) پہنچے۔(اسے بھی 'میں ڈراؤں)۔]

(ا) فخر الرازیؒ:ھوخطابٌ لِاھلِ مکہ۔وَقولُہٗ وَمَن بَلَغ عطفٌ علیٰ"کم" المخاطَبین من اَھل مکۃ۔اَی لِاُنذِرَکُم بِہٖ (یا اہل مکۃ) وَکُلَّ مَن بَلَغَہٗ القرآنُ من العربِ وَالعَجَمِ وقیلَ من الثقلین وقیل من بلغہٗ الیٰ یومِ القیامۃ۔وعن سعید بن جبیرؓ، 'من بلغہٗ القرآنُ فکاَنَّما رَاٰی محمداً ﷺ۔ و فی تفسیرِ قولہٖ 'ومن بلغ' قولٌ آخر..اَی وَمَن اِحتلم وبَلَغَ حَدَّ التکلیف (الکبیر)

(اا) ومن بلغ ،یعنی وانذر مَن بلغہٗ القرآنُ مِمَن یَاتِی بعدی الیٰ یوم القیامۃ من العرب والعجم وغیر ہم من سائرالامم ،فکلُّ مَن بُلّغ الیہ القرآنُ وسمعہٗ فالنبی ﷺ نذیرٌ لہٗ [اور یہ قرآن مجھ پر وحی کیا گیا تا کہ تم لوگوں کو اور ہر اسکو جسکو یہ پہنچا 'میں ڈراؤں'۔یہ اہل مکہ سے خطاب ہے،وہ اہل مکہ جو قرآن کے سب سے پہلے مخاطب تھے۔اسکا مطلب یہ ہے کہ؛ اے اہل مکہ! میں تمہیں کفر و بد عملی کے انجامِ بد سے ڈراؤں اور ہر اسکو جسے قرآن پہنچا۔عرب بھی۔عجم بھی۔ایک تفسیر یہ بھی ہے،جن وانس کو۔ایک تفسیر یہ، 'تا قیامت جسے پہنچے'۔

حضرت سعید بن جبیر سے: جسے قرآن پہنچا تو اسنے گویا حضرت محمد ﷺ کو دیکھا۔اور من بلغ کی یہ بھی تفسیر ہے: 'میں ہر اُس شخص کو ڈراؤں جسے احتلام آنا شروع ہو چکا اور احکامِ شرع کا مکلّف ہو چکا۔(الکبیر)

(iii) ومن بلغ، یعنی تا قیامت سارے اہل عرب وعجم وانکے علاوہ ساری قوموں کو بھی جو میرے بعد آئیں گی، میں ڈراؤں۔ چنانچہ ہر وہ شخص جسے قرآن پہنچا اور اسنے اسے سنا اسکے لئے حضور ہی نذیر ہیں (الخازن)

(iv)..اَی من بلغہٗ القرآنُ الیٰ قیامِ الساعۃِ۔ فی الحدیث، من بلغہٗ القرآنُ فکاَنما رأی محمداً۔ (النسفی)

(v)..وَمن بلغَ ای لاُنذِرَکم بہٖ یا اہلَ مکۃ وسائرَمن بلغہٗ مِنَ الاَسودِ والاَحمرِ ومِنَ الثقلَین۔ اَوْ لانذرکم بہٖ ایُّھا الموجودونَ ومن سَیُوجدُ الیٰ یوم القیامۃ۔ وھودلیلٌ علیٰ اَنّ احکامَ القرآنِ تَعُمّ الموجودین یومَ نزولہٖ ومن سیوجدُ بعد الیٰ یوم القیامۃِ۔ (تفسیر ابی السعود) [یعنی میں اے اہل مکۃ اور وہ سارے لوگو! جنہیں قرآن پہنچا، سُرخ ہو یا سیاہ، جن وانس، سبکو ڈراؤں۔ یا۔ اے موجود اور آئندہ موجود ہونے والو! تا قیامۃ میں تمہیں ڈراؤں۔ اس سے ثابت ہوا کہ قرآنی احکامات سب کے لئے ہیں۔ خواہ نزول القرآن کے زمانہ والے، خواہ بعد میں تا قیامت آنے والے۔]

(vi)..ومن بلغ، اس سے معلوم ہوا کہ حضور کی نبوت اور قرآن کی ہدایت کسی زمان ومکان (علاقہ) کے ساتھ خاص (محدود) نہین (نورالعرفان)۔

(vii)..اس سے تمکو اور جسکو پہنچے (سبکو) ڈرسناؤں۔..... یہ قرآن اسنے وحی کیا ہے۔ تمہیں اور سبکو، جسکو بھی پہنچے تا قیامت، ڈرسنانے کو۔ (حقانی)

ایت:۱۸) اِتَّبِعوا ما اُنْزِلَ اِلَیْکُم مِن رَّبِّکم... (الاعراف:۳) .یعنی من القرآنِ..قال الحسنُ، یا ابنَ آدم اُمِرتَ بِاِتّبَاعِ کتابِ اللہ وسنتِ محمدٍ واللہِ ما نُزِّلَتْ آیۃٌ اِلاّ ویجبُ اَن تَعْلَم فیم نُزِّلَتْ وما معنٰھا وقال الزجاج ای اتبعوا القرآن وما اوتی بہ محمدٌ ﷺ (الخازن)

[تابعدار بنو اس کے جو تمہارے رب کی طرف سے اتارا گیا..یعنی القرآن..امام حسن (تابعی مفسر) نے فرمایا: ای اولاد آدم! تجھے کتاب وسنت رسول پر عمل پیرا ہونے کا حکم دیا گیا۔ بخدا، جو بھی آیت نازل ہوئی تجھ پر واجب ہے کہ اسکے بارہ میں تو جانے کہ کس بارہ میں نازل ہوئی اور کن معنوں میں (یعنی شان نزول ومراد الٰہی)

زجاجؒ نے کہا: مطلب یہ ہے کہ قرآن کی، اور جو کچھ حضرت محمد کو دیا گیا (حکمت یعنی سنت) اسکی تابعداری کرو۔ (۱۱) ای القرآن والسنّت۔ (النسفی)

۔۔؛۔۔؛۔۔اے اہل زمان دیکھ لو! قرآن وسنت یکزبان کہ محمد نبی آخر الزمان۔۔؛۔۔؛۔۔

جب ہمیں قرآن وسنت کا پابند بنایا گیا ہے تو ہم اس سے علیہدہ نہیں ہوتے۔ لھٰذا ہم کسی کی بات، خواہ وہ اپنی بات کو وحی کہتا پھرے، نہیں مانتے۔

ایت:۱۹) یاایُّھا الناس ُاِنّی رسولُ الله اِلَیکُم جمِیعا (الاعراف:۱۵۸)

(۱) حکیم الامتؒ: حضور تمام مخلوق کے نبی ہیں ...اس خطاب میں اُس وقت کے موجود انسان اور قیامت تک ہونے والے سب داخل ہیں ...حضور کی نبوت زمان ومکان کے ساتھ مقیّد نہین۔ (نورالعرفان)

(۱۱) حضرت حقانی:...نبی آخر الزمان کا بھی اتباع کریں جسکا لقب نبی اُمّی ﷺ ہے۔ رب اسجگہ آنحضرت کو حکم دیتا ہے کہ آپ اس عہد کے مطابق سب بنی آدم کو خبر دیجیے کہ وہ نبی اُمی جس پر ایمان لانے پر رحمۃ کے حصول کا مدار ہے، میں ہی ہوں۔ میں تم سب کی طرف نبی ہوکر آیا ہوں۔ سو تم ایمان لاؤ اور اتباع کرو۔ جمہور اہل اسلام اس آیت سے یہ بات کہتے ہیں کہ آنحضرتﷺ تمام عالموں کے نبی ہیں۔ دنیا میں آپکے ظہور کے بعد، بموجب اس وعدہ کے جو کوہِ طور پر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ہوا، کسی کی کوئی طاعت قابل پزیرائی نہ ہوگی۔ (تفسیر حقانی)

(۱۱۱) علی بن محمدؒ: الخطاب للنبی ﷺ، ای قل یا محمد! للناس انی رسول الله الیکم جمیعا، لا الیٰ بعضکم دون بعضٍ۔ ففی الآیت دلیلٌ علیٰ عموم رسالتہ الیٰ کافۃِ الخلق لانَّ قولَہٗ اِنِّی رسول الله الیکم خطابٌ عامٌ یدخلُ فیہ جمیعُ الناس ثمَّ امرہ الله تعالیٰ بِاَن یقولَ، انی رسول الله الیکم جمیعا۔ وھٰذا یقتضی کونہٗ مبعوثاً الیٰ جمیعِ الناس۔ (خازن

یہ خطاب ہمارے نبی سے ہے یعنی اے محمد! سارے لوگوں سے کہئے یقیناً میری شان ہے کہ میں تم

ساروں

کیطرف بھیجا گیا ہوں نہ کہ کچھ کی طرف۔ اس ایت میں آپکی رسالت کی سبکی طرف ہونے کی دلیل ہے کیونکہ یہ خطاب عام ہے اسلیئے سارے انسان اس میں آتے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا کہ آپ کہیں میں تم سب کی طرف آیا ہوں۔ یہ قولُ اللہِ تقاضا کرتا ہے آپکے ساروں کیطرف مبعوث ہونے کا۔]

(iv).حُقق فی ھٰذہِ الاٰیتِ رسالتہٗ الیٰ الخلق بالکلیۃ ..ھٰذہِ الاٰیۃُ تدلُّ علیٰ انّ محمداًﷺ مبعوثٌ الیٰ جمیع الخلقِ ...وھٰذا یقتضی کونہٗ مبعوثاً الیٰ جمیع الناس وایضاً فما یُعلَم بالتواتر من دینہٖ انّہٗ کان یدّعی انہ مبعوثاً الیٰ کلِّ العالَمین ...انّہٗ رسول اللہ الیٰ مَن وَصَلَ الیہ خَبَرُ وُجُودِہٖ وَخَبَرُ مُعجزاتہٖ وشرائِعِہٖ (تفسیر کبیر)

[کل مخلوق کی طرف آپکی رسالت اس آیت سے متحقق ہوگئی۔... یہ آیت حضرت محمد کے ساری مخلوق کیلئے مبعوث ہونے پر دلالت کرتی ہے..یہ آپکے ساری مخلوق، جمیع انسانوں کیطرف مبعوث ہونے کا فیصلہ کرتی ہے۔

مزید اینکہ آپ علیہ السلام کے دین سے متواتراً معلوم ہوا کہ آپ سارے جہانوں کیلئے مبعوث ہوئے...... آپ ہراسکی طرف مبعوث ہیں جسے کہ آپکے موجود ہونے کی بات پہنچی اور آپکے معجزات وشریعت کے بارہ میں جس نے بھی سنا۔]

ایت:۲۰) یَا اَیُّھَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّکُمْ...(النساء:۱)

خطابٌ للکافۃ وھو کقولہٖ تعالیٰ یابنی آدم (الخازن، النسفی) [خلقکم من نفسٍ وّاحدۃٍ.. کہہ کر (قرآن میں) اسطرف متوجہ کیا کہ، ایک خالق کی تخلیق! اب صرف ایک نبی کی امت بنو۔]

محمد بن عمر الرازی:...امّا الاصولیون من المفسرین فقد اتفقوا (اجمعوا اجماعاً) علیٰ انّ الخطاب عامٌ لجمیع المکلفین وھٰذا ھوالاصح لوجوہٍ (!) انّ لفظ الناس جمعٌ دخلہٗ ال، فیفید الاستغراق (!!) انّہٗ تعالیٰ عللَ الامرَ بالاتقاءِ... ھٰذہِ العلۃُ عامۃٌ فی جمیع المکلفین ...واذا کانت العلۃ عامۃ کان الحکم عاماً (!!!)...بل ھو عام فی حقِ جمیع العالمین (کبیر)

اب اُن آیاتِ قرآنیہ کا صرف حوالہ درج کیا جاتا ہے جن سے ختمِ نبوت پر استدلال کیا جاتا ہے۔

وھا ھِیَ:-

الآیات والسُّوَر

۱الفاتحۃ سورۃ الفاتحۃ خلاصۃ 'الکتاب' ہے۔اسکی آیت 'صراط الذین انعمتَ علیہم' کی مختصر تشریح پچھلے صفحات میں مرقوم ہو چکی۔

۲البقرۃ۔ .. وآمنو بما انزلتُ مصدّ قا..۴۱، قولوا امنّا باللہ..۱۳۶،فان اٰمنو ا بمثل ما امنتم بہٖ۔۱۳۷۔

(اٰمنتم صحابۃ الرسول ہیں،اور صحابہ تو ایمان لائے آخری نبی پر اور کہا لانبیَّ بعدہٗ۔جیسا کہ مفصل مذکور ہوا۔

('آمِنوا' پر اُنہوں نے کہا،'امَنَّا' تو رب نے فرمایا:فَاِن اٰمنو ا بمثل ما.تو صحابہ معیار قرار پائے۔)

۳آل عمران قل (یا محمد) امَنَّا..۸۴۔صیغہ واحد بتار ہا ہے کہ اللہ سےلیکر خلق کو پہچانے والا صرف محمد ہے۔..لا یُبلِّغُ ھٰذا التکلیف عن اللہ تعالیٰ الی الخلق 'اِلاَّ ھو ' (ای محمد) ثم قال،امنا.تنبیھاً علیٰ انہٗ حین قال ھٰذا القول وافقہٗ اصحابہٗ فحُسنَ الجمع (الخازن) اسطرح صحابہ اور نبی یکساں،ہم ایمان وہم زبان ہوئے (صلی اللہ تعالیٰ علیٰ محمد والہٖ وصحبہٖ وبٰرک وسلّم)

فان کذّ بوک فقد کذّ بوک فقد کذب...۱۸۴

۴النسآ لٰکِنِ الراسخُو ن فی العلم ....: ۱۶۲، اِنَّا اَوحَینا الیک کما....: ۱۶۳۔

۵المائدۃ الیوم اکملتُ لکم دینَکم و....: ۳ ،..مصدِّ قًالمابَینَ یدَ یہ....: ۴۸،

وَلَوْ کانوا یُوٴ مِنونَ باللہِ وَالنبیِّ وما اُنزِلَ الیہ..: ۸۱۔

۶الانعام وَ اُوحِیَ اِلَیَّ ھٰذا القرآنُ لِاُنذِرَکم بہٖ وَمَن م بَلَغَ: ۱۹،ولقد جاءَک من نَبَاِ الُمرسَلِینَ:۳۴ (تو سارے گزر چکے،آئندہ کوئی نہیں۔یہی بتایا 'وخاتم النبین' کہہ کر،یہی بتایا 'لا نبی بعدی' کہہ کر)

وَلِتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰی وَمَنْ حَوْلَہَا.: ۹۲۔ وَتَمَّتْ کَلِمٰتُ رَبِّکَ صِدْقاً وَّعَدْلاً۔۱۱۵۔

۷ الاعراف اِتَّبِعُوا ما اُنْزِلَ اِلَیکم من رَّبِّکم .: ۳، فَبِاَیِّ حَدِیْثٍ بَعْدَہٗ یُؤْمِنُوْنَ.:۱۸۵۔

. ..حِفِیٌّ عَنْھا...:۱۸۷؛ای من علاماتھا ''لانک آخِر الرسل'' (الخازن)

حضرت عبداللہ بن احمد نے لکھا: انتَ من ذِکرٰی ھا، و''انتَ آخرالانبیا'' (مدارک)

۸ یُوٗنس یا ایھا الناس قد جائتکم ...۵۷۔

۹ الرعد انما انت منذرٌوَّ لکل قومٍ ھادٍ ۔۷۔ رہتی دنیا تک کی اقوام کی راہ نمائی کا فرض ہمارے آقا ہی ادا فرما رہے ہیں۔ (جیسا کہ اس مضمون میں مذکور ہوا۔ بالخصوص آیت:۱۹ کی توضیح میں اعلیٰ پائے کی تفسیر کے ذریعہ واضح ہوا۔) کسی اور نبی کی سرے سے گنجائش ہی نہیں۔

کُلِّ قوم میں تا قیامت ساری اقوام اور بستی دنیا کے سارے لوگ داخل ہیں۔ اب جو اُنکو ورغلاتا ہے وہ غدار ہے۔ اقوام عالم کا دشمن ہے۔ کما قال تعالیٰ: اِنَّ الشیطان لکم عدُوٌّ فاتَّخِذُوہُ عدُوّاً....

۱۰ الانبیاَ اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسابُھُم..: ۱، وانہ لذکرلک ولقومک .۴۴۔

وَاقْتَرَبَ الوعدُ الحقُّ ....۹۷، وما ارسلناک الاَّ رحمۃً للعالمین ۔۱۰۷۔

۱۱ الفرقان ..لِیَکُوْنَ لِلْعٰلَمِیْنَ نَذِیْراً: ۱

الشعرا اجعل لی لسان صدقٍ فی الآخرین:۸۴۔

۱۲ النمل ...ھم یُوْقِنُون۔ ۳۲۔ واذا وقع القولُ ...۸۲۔

۱۳ العنکبوت قولوا امنَّا بالذی...۴۶، اَوَلَمْ یَکْفِھِم اَنَّا انزلنا اِلَیک الکتاب..

. وذِکْرٰی لقومٍ یؤمنون ۵۱۔

ایمان لانے والوں کیلئے کافی۔ جو ہمارے نبی کے بعد کسی کو نبی مانتا ہے وہ اس آیتِ قرآنیہ کو ٹھکراتا ہے۔ اللہ جلّ شانہٗ تو کہہ رہے ہیں: کیا اُنہیں کافی نہیں کہ ہم نے اتاری (ای محمد) آپ پر

کتاب، جو اُنپر تلاوت کی جاتی ہے، بیشک اُسی میں یقیناً رحمۃ ہے اور نصیحت (یعنی یادگیری) ایمان لانے والوں کیلیۓ۔ جن لوگوں نے اس قرآن کو کافی نہ قرار دیا (تبھی تو، حضور کے بعد کسی کو نبی مانا) ان لوگوں کو اللہ العظیم العزیز ذوانتقام جھڑک رہے ہیں۔ تو اب بتاؤ! ان لوگوں کا کیا بنے گا اگر اُنہوں نے توبہ نہ کی اور کذّاب دجّال سے جان نہ چھڑائی؟

۱۴ الروم ولقد ارسلنا من قبلک ..۴۷۔

۱۵ لقمان ..ھم بالآخرۃ . ۴۔

السجدہ ....فلاتکن فی مریۃ... ۲۳۔ وَجَعَلْنَا مِنْهُم اَئِمَّۃً یَھْدُونَ بِاَمْرِنَا ..۲۴۔

۱۶ السبا وماارسلنٰک اِلّاکَافَّۃً لِّلنَّاسِ ۲۸..

اپنے زمانہ سے لیکر قیامت تک کیلیۓ آپ ﷺ ساروں کیلیۓ کافی ہیں، کسی کا آنا بیجا و ناجائز۔

۱۷ یٰسٓ لِیُنْذِرَ مَن کَانَ حَیًّا... ۷۰۔ (اے قوم مسلم! آیا تم زندہ ہو؟ اگر ہاں، تو پھر بعدَ محمدٍ آخِرِ الانبیاءً کسی بھی دعوٰی دارِ نبوۃ کو مت مانو۔ بلکہ اسکی تکذیب کرو کہ عین ایمان ہے۔

۱۸ الزمر وَلَقَدْ اُوحِیَ اِلَیکَ وَاِلَی الَّذِینَ مِن قَبْلِکَ...: ۶۵۔

۱۹ المؤمن اِذَا ھَلَکَ قُلْتُم لَن یَّبعَثَ اللہُ مِن بَعْدِہٖ رسولاً ۳۴۔ ، ولقد اَرْسَلْنَا مِن قَبْلِکَ ...۷۸

۲۰ الشورٰی کذالِکَ یُوحِی اِلَکَ وَاِلَی الَّذِینَ مِن قَبْلِکَ ..: ۳، لِتُنْذِرَ اُمَّ القُرٰی ..۷، .

شَرَعَ لَکُم مِنَ الدین..: ۱۳، اللہُ الَّذِی نَزَّلَ الکتاب بالحق ...۱۷۔ .

۲۱ الزخرف ھَل یَنْظُرُونَ اِلّا السَّاعَۃَ ..: ۲۶

۲۲ الجاثیہ فَبِاَیِّ حدیث بعدَ اللہ وآیٰتِہٖ یُؤمنون۔ ۷

۲۳ الاحقاف قُل مَا کُنْتُ بِدْعًا مِنَ الرُّسُل ...: ۹ ، وَمِن قَبْلِہٖ کتابُ موسٰی...: ۱۳

۲۴ محمد فھل ینظرون الّا الساعۃ .. [بڑی نشانی قیامۃ کی ہمارے نبی کا پیدا ہونا۔ سب نبی راہ

دیکھتے تھے خاتم النبین کی جب وہ آچکے اب قیامۃ ہی رہی باقی۔ (موضح القرآن)

۲۵ القمر ...فَتَوَلَّ عَنْهُم... : ۶

۲۶ الصف لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ.......: ۹

۲۷ الحاقّہ وَاِنَّهُ لَتَذْكِرَةٌ لِّلْمُتَّقِين۔ بعد والے کو ماننے والے غیر متقین۔ اور متقین تو صحابہ وپیروکاران صحابہ ہیں۔

۲۸ المرسلات فبای حدیث بعدہٗ یؤمنون۔

۲۹ حجر: ولقد ارسلنا من قبلک فی شیع الاولین۔ ۱۰

۳۰ النحل: ونزلنا علیک الکتاب تبیان لکل شئی وھدٰی ورحمۃ وبشرٰی للمسلمین۔

جسکے لئے ہر شئی روشن، اسنے فرمایا: انا خاتم النبین، لا نبی بعدی

اور ہم مسلم، ہمارے لئے وہی ھدایت، وہی رحمت اور وہی بشارت کافی۔ کوئی اور نہیں ہرگز نہیں۔

اظہارِ تشکر:۔

کرم ہوا اللہ کریم کا کہ اللہ تعالیٰ کے ایک محبوب بندہ جو قبلہ عالم مہر علی شاہ کے خلیفہ بھی تھے یعنی: ''حضرت الشیخ الجامع سیّدنا ومولینا غلامِ محمد گھوٹوی رحمۃ اللہ العلی القوی (شیخ الجامعہ جامعہ عباسیہ بہاولپور the founder & 1st v c of Islamia university BWR) نے فرمایا تھا: میں اگر چاہوں تو قرآنِ عظیم کی (تقریباً) ہر سورۃ سے ختمِ نبوۃ پر دلیل لاسکتا ہوں۔

اللہ اکبر کبیرا! اللہ ورسولہٗ کا اُنپر کتنا فضل ہوا کہ اُنہیں ایسا عظیم رتبہ ملا۔ 'کمترین' بھی اُنہی کی برکات سے خوشہ چیں ہے۔ الحمدللہ۔

اللہ تعالیٰ عطا فرمانے والا، محمد کریم بانٹنے والے اور یہ بندہ فقیر الیہما جھولیاں بھرنے والا۔ اسکا 'محمد نبراس' ہونا سچ ہو۔ آمین۔

الاذان لاولی الاباب

اس تصنیفِ نفیسِ موسوم بہ "ختم النبوۃ" از محمد نبراسؒ ھدیہ بحضور قاسم النعمۃ فی دنیا و آخرۃ ﷺ میں

عنوانات کی تعداد ۱۷ سُوَرقرآنیہ کی تعداد ۳۰ آیات قرآنیہ کی تعداد ۱۱۵

کتب تفسیر " ۱۹ کتب حدیث " ۲۱ احادیث مذکورہ " ۵۹

" تاریخ، سیرۃ " ۵ " اللغات ۶ کتب متفرقہ مضامین " ۷ ہے۔

آیت کے مفہوم کو مسلمہ علماء تفسیر کی عبارات سے مبرہن کیا گیا ہے۔ مزعومات ورطب ویابس سے محفوظ رکھ کر احادیث صریحہ متواترہ کی مدد سے مضمون عنوان کو مؤکد کیا گیا ہے۔ پھر ائمۃ علوم وفنون کثیرہ معتبرہ کی تحریروں سے قطعیّت کی شعاعوں کے ذریعہ قاری کیلئے راہ حق کو جگمگایا گیا ہے، اسطرح کہ فکرِ ایمان کو امانِ دینِ اسلام میں دینے والے کیلئے یقینِ محکم کی دستاویز، قد تبیّن الرشدُ من الغیّ ، کا ایمانی تحفہ تیار ہوگیا ہے۔" فھل من مدّ کر؟

.........ربی! تقبله منی و اجعله مبارکا، برحمتك استغیث۔

اس مضمون کا مطالعہ کرنے والا بخوبی جان سکتا ہے کہ کیسے کیسے اولیاء اللہ الکاملین وعلماء الراسخین نے احمد الامی النبی الآخر کے بعد کسی کو بھی نبی ماننے سے روکا۔ لھذا جو اُنکی مانتا ہے وہ، 'اولٓئک علیٰ ھدًی من ربھم کا مصداق ہے اور جو دوسرا کوئی ہے وہ لَفِیْ شِقَاقٍ بَعِیدٍ کی زد پر ہے۔

شعبۂ احادیث دربارۂ ختم النبوۃ اگلے صفحہ پر ہے۔

شعبۃ الا حادیث

....

دعوئے ختم النبوۃ کے اثبات کے بارہ میں احادیث نبویہ سپرد قلم وقرطاس ہیں۔

بعون اللہ العلام وباحمدؐ علیہ والہ الصلوٰۃ والسلام۔

تفہیم: کسی بات کا قرآن مبین میں مذکور ہونا حصول علم قطعی کا سبب ہوتا ہے۔خصوصاً جبکہ کسی مسئلہ کے بارہ میں نص صریح وارد ہوئی ہوتو کسی اور ذریعہ حصول علم کی ضروت نہیں رہتی ۔مگر بہت لوگ ایسے بھی ہیں جو دوسروں کو غلط طور پر علمی باریکیوں میں اُلجھا کر واضح (صریح) معاملات میں بھی راہ راست سے ہٹانے کی کوشش کرتے ہین۔اس لیئے ضروری ہے کہ مسئلہ ختم نبوۃ کے قرآنِ محفوظ سے حتمی طور پر ثابت ہونے کے بعد، دعوٰی کی تائید مزید کیلئے احادیث مبارکہ صحیحہ درج کردی جائیں۔اسطرح قلوب مطمئنہ کو راحت حاصل ہوگی اور قلوبِ مضطربہ کو طمانیت پانے کا بہترین موقعہ میسر ہوگا۔(ان شاُ اللہ)

یہ بات ذہن میں رکھنا چاہئے کہ حضور خاتم الزماں ﷺ کی زندگی کی ہر حرکت وسکون ،قول وسکوت (رتبۃً) وحیِ الٰہی ہے۔یہی وجہ ہے کہ مسلم ائمہء دین نے احادیث کی حفاظت اور انکی اشاعت میں اپنی زندگیاں تج دیں اور آج تک یہ شعبہء علم بلندترین معیارِ اعتماد کے ساتھ محفوظ ہے۔اور دنیا کو اتنا قیمتی ذخیرہء علمی حاصل ہے کہ کسی دوسرے شعبہ کو (اِلاّ القرآن) یہ مرتبہ حاصل نہیں۔ نبی امی ﷺ کے سچے اور بہ چشم ایمان دیدہ گواہ، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین ہیں جو قرآن کے اوّلین مخاطبین ہیں۔وہ تو وہ ہیں جنکے ایمان کو معیار بنایا اور فرمایا: فَاِنْ اٰمَنُوْا (الناس) بِمِثْلِ مَا اٰمَنْتُمْ (ایہا الصحابۃ) بِہٖ فَقَدِ اھْتَدَوْ۔[پھر اگروہ (لوگ) بھی اسی طرح ایمان لائیں جسطرح (اے صحابہء رسول) تم ایمان لائے ہو،تب تو وہ بھی راہِ حق پر آجائیں گے تو اِنہی معیارِ حق صحابہ نے کم وبیش دوسو (۲۰۰) احادیثِ نبویہ پیش کی ہیں جن کی روء سے یہ تسلیم ہوا قطعاً کہ

حضرت محمد ﷺ کے بعد کوئی بھی نبی نہیں بنے گا۔لہٰذا اگر کوئی کسی کو نبی قرار دیتا ہے تو وہ 'وَاِنْ تَوَلَّوا فَاِنَّما همفی شقاق'۔کی ملامت کا شکار ہے۔[اور اگر وہ مونہہ موڑ لیں (تو کیا ہوا) وہ تو ہیں ہی مخالفت میں مبتلا ۓ (یعنی تعلق توڑ چکے)۔برطانوی مترجمِ قرآن نومسلم پکھتال نے لکھا:

So if they believe , they are indeed on the right path;but if they turn back ,it is they Who are in schim;but God will suffice thee as against them.

چنانچہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین،حضرت محمد ﷺ کے بعد کسی نبی پر ایمان نہ لائے۔صرف اتنا ہی نہیں ، بلکہ مکمل طور پر نئے نبی کی نفی فرمائی۔تو جو اُنکی طرح نہیں وہ مؤمن نہیں {صحَّ ذٰلک بدلیلٍ قطعیٍّ ۔احادیث متواترہ اُنہوں نے روایت فرمائیں۔}اس عنوان پر اُنکا اور ہر زمانہ کے مسلمانوں کا اجماع رہا۔اس کا منکر نہ تو مؤمن اور نہ ہی مجدد یا نبی، بلکہ صرف کافر ہے۔جسکے کافر ہونے پر ہر دور میں اجماع امت منعقد رہا۔

الاحادیث النبویۃ لاثبات ختم النبوۃ۔

....

..ایک روایت میں ہے کہ لآ الٰہ الااللہ محمدرسول اللہ و خاتِمُ الانبیاَ۔ ﷺ(مدارج النبوہ،ج:۲:۱۳ اردو۔)

....

حدیث:۱...قال ﷺ: لی خمسۃُ اَسماٍ اَنا محمد وانا احمد ..وانا العاقب(قال الترمذی)الذی لیس بعدہٗ نبی (متفق علیہ)

:۲ کان النبی ﷺ یُسَمّی لنا نفسہٗ اَسماً ..ونبی الرحمۃ المقفی ھو مولیٰ الذھاب یعنی وآخرَ الانبیاَ ،فاذا قفی فلانبیَّ بعدہٗ۔ (المسلم،الخازن عن ابی موسیٰ)[نبی ﷺ ہمیں اپنے نام بتایا کرتے۔جن میں..نبی رحمۃ ،المقفی جو مولیٰ الذھاب ہے یعنی سارے نبیوں کا آخری نبی۔(جب وہ آچکا تو اب کوئی نبی نہیں۔)]

حدیث: ۳..ختم بی النبیون (مسلم کتب الفضائل)۔اسمیں 'با' آلۃ کی ہے۔یعنی میرے ذریعہ انبیأ کو ختم کردیا گیا۔یا سببیۃ کی ہے۔یعنی،میں آنے والا تھا سو آچکا۔اب نبی بس!

حدیث:۴...فانا اللبِنۃُ وَانا خاتم النبین (بخاری باب خاتم النبین)[.تو محل نبوۃ کی وہ آخری اینٹ میں ہوں اور میں آخری نبی ہوں۔]آپ ﷺ نے فرمایا تھا کہ محل بنانے والے نے محل کی تعمیر کرتے ہوئے ایک اینٹ کی جگہ رہنے دی تھی۔دیکھنے والے محل کی تعریف کرتے اور کہتے ابھی اسکی ایک اینٹ باقی ہے۔چنانچہ قصر نبوت کی وہ آخری اینٹ میں ہوں۔

حدیث:۵ الاترضیٰ ان تکون منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ؟ الاَّ انہٗ لانبیَّ بعدی۔(بخاری باب مغازی)[غزوہ کو جاتے ہوئے حضرت علی المرتضیٰؓ کو مدینہ پر مقرر فرمایا۔انہوں نے ساتھ کی درخواست کی۔فرمایا: کیا تم اسپر خوش نہیں کہ تمہارا میرے ہاں وہی رتبہ ہو جو موسیٰ کے نزدیک ھارون کا؟علیہم الصلوٰۃ والسلام۔

جب حضرت موسیٰ تھوڑے عرصہ کیلئے حضرت ھارون علیہما السلام۔کو خلیفہ کر گئے تھے،اسکا حوالہ دیتے ہوئے فرمایا تھا۔اور ساتھ ہی فرمایا تھا:

'مگر میرے بعد یقیناً کوئی نبی نہیں۔(اَنَّ،قطعیت کیلئے ہی آتا ہے۔)

حدیث:۶..انا عاقبٌ:لانبیَّ بعدی (صحیحین)[عاقب النبین وہ جو سارے نبیوں کے پیچھے آنے والا نبی ہو.

ً :۷ ..قال سمعتُ رسول اللہ ﷺ یقول:اِنِّی عنداللہ فی امّ الکتاب لخاتم النبین،وان آدم لمنجدلٌ فی طینۃٖ۔(احمد،حاکم،بیہقی،الخصائص)

حدیث:۸ قال ﷺ:اِنِّی عنداللہ مکتوبٌ خاتمُ النبین (شرح السنۃ،احمد)

ً :۹ ..لانبی بعدی ولا امۃ بعد امتی (احمد) وہاں صاحب نبوۃ کے وجود کی،بعد احمد آخر النبین نفی ہے تو یہاں سرے سے وجودِ امۃ کی نفی ہے (کسی بھی قسم کی ہو)۔

ً :۱۰ ..انا خاتم النبین ولا فخرَ (دارمی)[نبیوں میں وہ آخری جسے کلام اللہ میں خاتم النبین کہہ کر سراہا

گیا، وہ میں ہوں۔]

:۱۱ قال رسول اللہﷺ انّ الرسالت والنبوت قد انقطعت۔ فلا رسول بعدی ولا نبی.. ولٰکنّ المبشّرات ...رؤیاَ المسلم۔ (ترمذی) ورؤیاَ الصالحات (بخاری) یہاں نبوۃ و رسالۃ کے خاتمہ کا اعلان ہوا۔

فی مسند ابی الطفیل رٰوی احمد لا نبوۃ بعدی الا المبشرات

{(تعبیر) خوابہاءِ مسلم، یا اچھے خواب مراد ہیں}

[کہہ سکتے ہیں؟ کہ ُالمبشرات‘ سے مراد وہ لوگ ہونگے جو نبی نہ ہونگے۔ البتہ ایسے لوگ ہونگے جنہیں بشارت دی گئی ہوگی اور دعوت الی اللہ سے عہدہ برآ ہونے کیلئے اُنہیں صاحبِ کرامت بنایا جائے گا تا کہ آپﷺ کی حقانیت کا ڈنکا ہر زمانہ میں بجاتے چلے جایں اور لوگوں کے کام آئیں۔ یہ اولیاَ اللہ، دین کے مِنقَب اور عظیم الشان مبلغِ عظام ہونگے۔ انہی کے خواب کی قبولیت کی یہ بشارت ہے۔]

حدیث:۱۲ سُئِلَ رسولُ اللہﷺ عن عددِ الانبیاَ۔ فقال ماۃُ الفٍ وَ اربعۃٌ وَعشرینَ الفاً...اوّلُہم آدم وآخرہم محمدٌ صلی اللہ علیہ والہ وسلم (شرح الفقہ الاکبر لملّا علی القاری) [انبیاَ کی کل تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار ہے۔ اُنکے پہلے حضرت آدم اور آخری حضرت محمدﷺ]

۔۔۔’’۔۔۔۔۔’’خاتم‘‘ کا ترجمہ خود احمد مجتبیٰ نے آخری کر دیا (اب تو مان جا!)۔۔۔’’۔۔۔۔۔۔

حدیث:۱۳ قالﷺ: بُعِثتُ انا والساعۃُ کہاتَینِ...واشار ابوداوٗد بالسبابۃ والوسطٰی (ترمذی) [میری بعثت اور قیامت یوں ساتھ ساتھ (ملی ہوئی) ہیں۔ امام ابوداوٗد نے شہادت والی اور درمیان والی ملا کر دکھائی]

حدیث:۱۴ قالﷺ: بعثت انا فی نفس الساعتِ، فسبقتُ ھا کما سبقت ھٰذہٖ ھٰذہٖ لِاصبعیہِ السبابۃ والوسطٰی [میں اور قیامت ساتھ ساتھ ہیں، میں پہلے اور وہ (میرے) پیچھے۔ جیسے اشارہ والی اور بڑی انگلیاں ملی ہوئی آگے پیچھے]

:۱۵ اور ئیتُ الخاتم عند کتفیہٖﷺ (مسلم) [میں نے حضور کے کندھوں کے درمیان ختم نبوۃ لگی ہوئی دیکھی

ً :٦ا فنظرتُ الیٰ خاتم النبوۃِ بین کتفیہِ (ُ)

ً :۷ا فذھبتُ العبُ بخاتمِ النبوۃِ (بخاری) راویۂ الحدیث بچپن میں حضور کے آتیں تو ختم نبوۃ کو چھوتیں۔

حضرت الشیخ عبدالحق المحدث الدہلویؒ نے لکھا: چنانکہ عادتِ خوردانست۔[جیسا کہ بچوں کی عادت ہوتی ہے۔] (اشعۃ للمعات)

ً :۱۸..بین کتفیہ خاتم النبوۃِ وھو خاتم النبین (ترمذی)[آپکے میاں شانہا،نبوۃ کی مہر لگی تھی،آپ نبیوں کا اختتام ہیں]

اللہ تعالیٰ جب سارے نبی بھیج چکے تو آخری نبی پر مہر اختتام لگادی کہ سلسلۂ ارسال نبیاں تمام شداب کوئی نبی باقی نہیں کہ بھیجا جائے بعد از آخری نبی حضرت سیّدُ نا محمدﷺ۔کیوں کہ کلیہ یہی ہے کہ(خط وغیرہ) پورا کر چکتے ہیں تو مہر لگادیتے ہیں کہ قدتمت۔لھذا جہاں (اعنی احمدَ مبشّراً بعیسیٰ کلمۃُ اللہ علیہما السلام والصلوۃ) نبوۃ ختم ہوئی،مہر لگادی اسمہر کو توڑنے کی مذموم کوشش کرنے والا چور ہوا۔اور نقب زن اور کافر۔چور کا ھاتھ کاٹا جاتا ہے نقب زن کو کوڑے لگائے جاتے ہیں اور مرتد کو (عدالت) گردِن گش کے حوالہ کرتی ہے۔یہ چونکہ کافر مرتا ہے اس لئے اسلام فرماتا ہے ماٗوٰ ہم جہنم۔

(الضابطۃ: خط ہو یا کوئی سی مراسلۃ،مہر لگا کر پیغام کی ختم پزیری کا اظہار کیا جاتا ہے۔)

حدیث:۱۹ لاتقومُ الساعۃ حتّیٰ یبعثَ دجّالون کذابون قریباً من ثلاثین۔کلھم یزعم انّہٗ رسول اللہ۔بخاری،الانبیاً

ً ۲۰ تا ۲۳ ً ترمذی نے ثوبان،ابو ہریرہ،جابر اور ابن عمر سے یہی حدیثیں لکھیں رضی اللہ عنہم کہ:

[تیس دجال کذاب آئے بغیر قیامت نہ آئیگی۔اُن میں کا ہر ایک خود کو رسول اللہ قرار دیگا]

ً ۲۴ سیکون فی امتی کذابون ثلاثون۔کلھم یزعم انہٗ نبیٌ۔وانا خاتم النبین لانبیَّ بعدی۔ابوداوٗد،الفتن۔

مرزائی امت کا چکمہ ہے کہ مرزا غلام احمد نے خود کو نبی کہا نہ کہ رسول۔اسکا آسان جواب تو یہ ہے کہ اس آخری مذکور حدیث میں،کلھم یزعم انّہٗ نبیٌ آیا ہے۔اسکا کیا کہوگے؟

یاد رکھنا چاہئے کہ حضرت امامِ اعظم ابو حنیفہ التابعی رضی اللہ عنہ کا مذھب ہے کہ نبی کہو یا رسول

،بات ایک ہی ہے۔یعنی ہر دو کلمتین مُترادِفِین ہیں۔

ان احادیث میں کہیں کلمہ رسول آیا ہے تو کہیں کلمہ نبی۔ یہ امامِ اعظم کے موٴقف کی دلیل ہے۔مضمونِ مذکور میں پہلے بھی ایسا ہوتا آرہا ہے۔کلمہ ُنبی' کا اور کلمہ ُرسول ' کا ترجمہ الگ الگ ہے مگر حکمِ شرعی ایک۔ جو(فی اللغت) نبی ہے،وہ فی الشرع رسول ہے۔ جو(فی اللغت)رسول ہے،وہ فی الشرع نبی ہے۔ کچھ فرق نہیں ان دونوں میں۔ جو نبی ہے وہی رسول ہے اور جو رسول ہے وہی نبی۔اہل علم نے سہولت فی الاستعمال کی خاطر اپنی ایک اصطلاح بنائی ہے،سوٹھیک ہے،اصطلاح کی حدتک۔باقی رہی اس تفریق سے متعلق حدیث،وہ امام اعظم کیلئے قابل قبول نہیں کہ روایتاًوہ معیارِ ابوحنیفہ پر نہیں اترتی۔

کلمہ ُیزعم' توجہ طلب ہے۔ ہر دجال کذاب کا خودکو نبی قرار دینا،اُسکا محض زعم باطل ہے نہ کہ حق اس طرح سیّدنا محمد رسول اللہ ﷺ نے ہر ہر دجال کورد بھی فرمایا اور مذموم بھی قرار دیا۔

اب جبکہ محمد النبی الامی ﷺ نے سارے مدعیان کو جن میں مرزا بھی ہے ُبڑا فریبی بڑا جھوٹا فرمایا تو ایسے مذموم ومردود کو درجہٴِ نبوت پر فائز ماننے والوں کیلئے اپنے دھوکہ بھرے خیال سے نکل آنے کے سواء چارہ نہیں۔نجاتِ اُخروی اسی میں ہے کہ دجال کو مذموم مان کر ردّ کردیں۔

حدیث: ۲۵ لوکان بعدی نبیٌ لکان عمر بن الخطاب۔(ترمذی،مشکوٰة)

:۲۶ حضورِ مکرم ﷺ نے سہ کرر فرمایا: ُمیں امِّی نبی ہوں،میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ (احمد،ابن کثیر اردو)

سابقہ کتب کی پیشگوئی تھی کہ نبی اُمِّی (یعنی از بنو اسماعیل) آخری نبی ہوگا آپکو اور عرب العرباً کو امی اسلئے کہا جاتا ہے کہ حضرت اسماعیل کی نسل ہیں۔ یہ اسلئے کہا جاتا ہے کہ انکے ہاں کوئی آسمانی کتاب نہ تھی کیوں کہ ُاجماع' ہے کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام پر نئی شریعت اتری نہ ہی کتاب۔(شرح العقائد النسفی)اسکے باوجود انہیں قرآن نے ُ وَ کانَ رسولاًنبیاً ' کہا۔(مریم:۵۱){ رسول=پیغام بر۔بھیجا ہوا النبی=پیغامبر،(مادہ ن ب ہ کے تحت دیکھ)،اللہ تعالیٰ کے الہام سے غیب کی باتیں بتانے والا خدا

کیطرف سے پیغمبر (مادہ ن ب ا کے تحت دیکھ) (المنجد مترجم)۔ ہر دو میں لغوی اشتراک ظاہر ہے۔}

ً :۲۶ .کلما ھلک نبیٌ خلفہٗ نبیٌ۔ واِنّہٗ لانبیَّ بعدی وسیکون خلفآ فیکثرُون۔ (بخاری)[جب کبھی ایک نبی فوت ہوتا، تو (سیادتِ دین وَ دنیا کیلئے) اسکی جگہ ایک اور نبی لے لیتا۔ یقیناً میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ البتہ بکثرت خلفاء ہونگے یعنی بڑی تعداد میں۔

ً :۲۷ میں اس وقت بھی نبیوں کا ختم کرنے والا تھا جب ہنوز آدم علیہ السلام مکمل نہ ہوئے تھے (احمد، ابن کثیر {تکمیل سیدنا آدم سے قبل سیدنا احمد علیہما السلام متخلق تھے۔ جب سے متخلق تب سے نبی آخر النبین۔}

ً :۲۸.. ختم کنندہء پیغمبراں کہ بعد از من پیغمبرے نہ باشد۔ (اشعت اللمعات)

ً :۲۹ .. بعثتُ انا والساعۃ کہاتین وقرن بین اصبعیہ السبابۃ والوسطیٰ۔ (مسلم)

اپنی دونوں انگلیوں کو ملا کر بتایا کہ میں اور قیامت یوں ملے ہوئے ہیں۔ (یہی مضمون قرآنی آیات سے بھی مذکور ہوا۔)

حدیث: ۳۰ یا محمد! انت رسول اللہ وانت خاتم النبین.. (بخاری، مسلم) {انبیاً علیہم السلام اور سارے لوگ روزِ قیامت آقا سے عرض گزار ہونگے} یہ دونوں مرکب سرکارِ مدینہ کی مدح ونعت ہیں۔ یہی نعت کتبِ سابقہ میں، یہی انبیاً کی زبانوں پر، یہی کلام اللہ الکریم میں، یہی دنیا وعقبیٰ میں ہتو ولٰکن رسول اللہ وخاتم النبین' کلامِ رب العالمین اندر مدحِ رحمتِ العالمین ہے اور افراد ایمانی میں سے ایک فرد بھی۔

ً :۳۱ لو قضیٰ اَن یکُون بعد محمدٍ نبیٌ لعاشَ ابنہٗ (ابراہیم) ولٰکن لا نبی بعدہٗ۔ (قلم ہوش) ابنِ ماجۃ۔

[اگر آپ ﷺ کے بعد کسی کے نبی ہونے کا فیصلۂ الٰہی ہوتا تو ابراہیم بن محمد زندہ رہتے (اور بڑے ہو کر نبی ہوتے) مگر آپ کے بعد کوئی نبی نہیں۔ (لھٰذا آپ ﷺ کا بیٹا 'رجل' نہ ہوا۔)

اگر آپ ﷺ کے بعد کسی کو نبوۃ سے سرفراز فرمانا ہوتا تو ''وہ عمر'' ہوتا / ''وہ ابراہیم بن محمد'' ہوتا۔ نہ کہ کوئی سکھوں کا صحبت یافتہ اور فرنگیوں کا تنخواہ خوار، نوکرِ وفا کار، محمد رسول اللہ کا غدار، اندر نگاہِ قومِ مسلم رسوا

وخوار، نیم ملا خطرۂ ایمان، دجال قادیان نام کا غلام احمد، باطن کا بے ایمان نہ ہوتا۔

احادیث کی یہ ایک بڑی تعداد ہے جو اس مختصر میں مرقوم ہوئی۔ اس تعداد کو دیکھ کر یقین ہو جاتا ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ کی 'ختم النبوت' کا مضمون تواتر سے روایت ہوا ہے۔ چنانچہ حاصل مطالعہ یہ ہوا کہ امام الانبیاءؑ علیہ التحیۃ والثناء آخری نبی ہونے پر ایمان لانا ضرورت دینیہ ہے۔ جسپر اجماع واقع ہے۔ چونکہ یہ عقیدہ افراد ایمانیہ میں سے ہے، اس لئے اسکا انکار کفر ہے۔

قاریءِ متلاشیءِ ھدایت کیلئے ان متواتر احادیث کا مطالعہ کافی ووافی ہے لہذا اتنے پر ہی بس ورنہ تو اس مضمون کی احادیث متون وشروح میں محفوظ ہیں جن کا عدد دوسو سے بھی متجاوز ہے۔

' >.^ = ^ !'عقائدِ ایمانیہ کی حفاظت اور قومِ مسلم۔ ! ^=^. < '

آقاءِ دوجہاں کے آخری ہونے کے اعتقاد پر سب سے پہلی چوٹ اس وقت لگی جب آپﷺ کی حیاۃِ ظاہرہ کے آخری ایاّم میں لوگوں نے، جن میں دو عورتیں بھی شامل تھیں، اپنے نبی ہونے کا اعلان کر دیا۔ اُن میں مرکزی حیثیت جس نابکار کو حاصل تھی اسے مسیلمۃ کذاب کے نام سے جانا جاتا ہے۔ اسے کذاب کا خطاب خود حضور نے دیا تھا۔ آپﷺ کے وصال کے بعد پوری امت محمدیہ نے۔ جو اس وقت ایک ہی جماعت تھی۔ اس میں کوئی تفرقہ نہ تھا۔ جو تمام کی تمام صحابہ کرام اور تابعین عظام کی ذواتِ قدسیہ پر مشتمل تھی، جسدِ واحد ہو کر ان سارے فتنہ گروں کا صفایا کیا۔ ان میں سے جو تائب ہو کر ایمان لائے انہیں قومِ مسلم کا ایک فرد تسلیم کر لیا گیا۔ باقیوں کا صفایا کر دیا گیا۔ اسطرح اُن بزرگوں نے۔ جو کہ تقویٰ کے بلند ترین رتبہ پر فائز تھے۔ جو ایمان کی کسوٹی تھے۔ جو آخری رسول مکرم کی رسالت کے۔ عرفاۃ میں۔ یومِ عرفہ۔ اللہ کے حضور گواہ تھے۔ نے، یہ قابل قدر روایت قائم کی کہ آج تک پوری قوم مسلم، امۃ محمدیہ، اُنکی تقلید کرتی چلی آ رہی ہے۔ جو کوئی بھی اس موضوع پر راہِ ہدایت سے ہٹا، پوری امۃِ محمدیہ نے ایک ہو کر اسکی سرکوبی کا قابل صد افتخار کارنامہ سرانجام دینے کی رِیت برقرار رکھی۔ ان قدوسی صفات رکھنے

والوں نے عصمتِ خاتم الزماں کی حفاظت کا حق ادا کرنے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔

آج کے علمی قحط کے زمانہ میں تعلیم جدید سے بہرہ مند لوگوں میں سے کچھ کے ذہنوں میں یہ سوال سر ابھارتا ہے کہ مسلمان قوم صرف ختم النبوہ کے بارہ میں اتنی حساس کیوں ہے کہ وہ آج بھی اتنے ہی فعال جتنے کہ ہمیشہ رہے، کسی دوسرے موضوع پر تو نہیں؟

اس سوال میں الجھنے والے لوگ چونکہ متاع قلیل کیلئے تگ ودَو میں شب وروز سرگردان رہتے ہیں تو انہیں مختلف موضوعات پر موجود تحریروں پر توجہ دینے کا وقت نہیں ملتا۔ اگر تھوڑا سا وقت اپنے مطالعہ کو وسیع کرنے اور اپنی فکر کو درست کرنے کی غرض سے صَرف کرتے ہوئے، یہ لوگ اہلِ علم وتقوٰ ی کی صحبت سے استفادہ کرتے رہیں تو انکی راہنمائی ہوتی رہے اور انکے ذہنوں میں خلافِ واقع سوال جنم نہ لیں۔

یہ سوچ درست نہیں کہ اہل اسلام کے جذبات صرف ختم نبوت کے عنوان پر برانگیختہ ہوتے ہیں! ہر اس امر پر جو کسی بھی عقیدہ ءدینیہ کو متاثر کرنے کا سبب ہو یا ہوسکتا ہو، مسلمان یکساں طور پر منفعل ہوتے ہیں اور نہایت درجہ مناسب ردعمل دیتے ہیں۔ مثلاً:::::<>

< ا> توحیدُ اِلٰہِ العٰلمین: کلمہءِ توحید و رسالت، لا الٰہ الاّ اللہ محمد رسول اللہ کی حفاظت اور اسکی سر بلندی کے لئے آج بھی مسلمان من حیث القوم روءِ زمین پر مصروف عمل ہیں۔ اسکے لئے یہ قوم اتنی حساس کہ خود کسی مسلم سے ایسا قول یا فعل سرزد ہوجائے جو توحید یا رسالۃ سے متعلق شبہ میں ڈالتا ہو، تو اسکے خلاف ایسا رد عمل دیتی ہے کہ گویا کسی کو خاطر میں نہ لائیگی۔

<ii> احترام قرآن ومقدس کلمات: قرآن کے الفاظ ومعانی ہردو کلام اللہ ہیں۔ انکی حفاظت کیلئے ہر فرد ملتِ مسلمہ ہر طرح سے کوشاں رہتا ہے۔ جن کاغذوں وغیرہ پر یہ لکھا ہوتا ہے، اگر کوئی انکے ساتھ بے ادبی کا سلوک کرے تو سخت رویہ اور احتجاجی ردعمل سامنے آتا ہے۔ اسکا مظاہرہ بارہا ہوا۔ یہ بات ہمارے نزدیک اتنی اہم ہے کہ جب خلافت حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ میں امت کو ایک ہی قرائت پر جمع کیا گیا تو

سارے صفحات جن میں قرآن وغیر قرآن (تفسیری نکات) ملا کر لکھا ہوا تھا ضبط کر لئے گئے۔ سب کو دھو کر پانی پی لیا گیا، اور دھلے اوراق یا جس چیز پر بھی لکھا تھا، کو جلا کر اسکی خاکستر کو ادب سے، محفوظ جگہ دفن کر دیا گیا۔ (عمدۃ القاری والاتقان)۔ قرآن وغیر قرآن کو ملا کر لکھنا ممنوع اور اتنا چھوٹا لکھنا کہ پڑھا نہ جاسکے، حرام قرار پایا۔

<iii> منسوبات الی الرسول: رسول اللہ ﷺ کا نام لائق صد ہزاراں احترام، یا آپکی (من گھڑت) شبیہ، خاکے ہوں یا آپکے بارہ میں کوئی سی جسارت، جوابی کارروائی دنیا نے بارہا دیکھی۔

اہلِ زمن! اگر چاہیئے امن تو عزت کرو، عزت کراؤ!

<iv> حبیب خالق کل ﷺ کے ذکر کے ساتھ درود نہ لکھنا، تو یہ معاملہ ماضی قریب میں عدالت میں پیش ہوا اور متعلقہ شخص کو، غیر ارادی ترک کا عذر پیش کرنے پر (یعنی نسیاناً درود ترک ہونے) جان کی امان ملی۔ اگر وہ لوگ زندہ ہوتے جنہوں نے درود وسلام کی بجائے ؒص اور صلعم کی بدعت قبیحہ ایجاد کی، تو اُنہیں بھی عدالت کا سامنا کرنا پڑتا۔ اب بھی گورنمنٹ کو چاہئے کہ درود کو چھوڑ کر ص اور صلعم لکھنے والوں پر گرفت کرے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں غلطی ءِ تحریر سے بچنے کا قانون۔ حیف ہے اُنپر جو درود پڑھنے کی بجائے صلعم کہنے کی تبلیغ پر کمر بستہ پھرتے ہیں۔ انہی کے رد کیلیئے علماءِ اسلام نے بعد الاذان با آواز صلوۃ وسلام کا امر فرمایا جو انکا فرض تھا۔ ورنہ تو حسب حدیث نبوی صلوۃ بعد الاذان ہمیشہ وظیفہءِ اہل اسلام رہی اور کسی نے اسکا انکار نہ کیا (ترک درود پر عدالتی کارروائی سن عیسوی ۲۰۱۴ کا واقعہ ہے۔ جسپر غفلت کے مرتکب نے حلفاً نسیان کا قول کیا اور معافی مانگی۔ چونکہ اسطرح کی بھول اسلام میں بعد از توبہ معاف ہے، اسلئے اسکا معذرت نامہ قبول کر لیا گیا۔)

<v> معظمات کی گستاخی: اسلام کی محترم شخصیات و معظم کتب وغیرہ کی گستاخی کا قانون (جو اسلام میں ہمیشہ رہا) عرصہ سے دنیاء کفر کے گلے کی ہڈی بنا ہوا ہے۔

<vi> ترک نماز: نماز پنجگانہ کی فرضیت رکن دین ہے۔ اسکے ترک کی دو جہت ہیں۔ (۱) اعتقادی: اگر کوئی کلمہ گو اعتقاداً نماز (یا کسی دوسری ضرورت دینیہ) کا تارک ہوجائے تو وہ خارج از اسلام ہوجائیگا۔ یعنی مرتد۔ (۱) اگر یہ خرابی ذاتی حد تک رہے تو اسے نصیحت کی جائیگی، دوسروں کو اسکی بداعتقادی سے آگاہ کیا جائیگا، اسکی مذمت کرنا ضروری ہوگا۔ اسے عدالت میں (یا مفتی کے پاس) پیش کیا جائیگا۔ (یہ سب اسے تائب کرنے کی کوشش میں ہوگا۔) تائب ہوجائے تو ٹھیک، ورنہ چوتھے دن عدالت اسے حوالۂ موت کردیگی۔ (۲) اگر یہ خرابی متعدی ہو (جیسا کہ ارتدادِ قادیانی؛ انکارِ ختم نبوت) تو اوروں کو بچانے کیلئے جو بھی ضروری اقدام ہونگے، علماً کی نگرانی میں، حکومت کریگی۔ اور ہر حد تک جائیگی۔

نمبر (۲): عملی؛ (صرف)، یہ گناہ کبیرہ ہے، ایسا جو موہم کفر ہے۔ یہ تارک فاسق ہوگا۔ اسپر سارے احکامِ فسق نافذ ہونگے۔

<vii> نماز اور زکوٰۃ میں فرق: (کہ ایک کو فریضۂ دینی مانا جائے اور دوسرے کو نہ۔) اس حرکت کفریہ کو خلیفۃ الرسول نے برداشت نہ کیا۔ حضرت سیّدنا عبداللہ ابوبکرؓ الصدیق الاکبر کی سرکردگی میں جمیع صحابہ کرام وتابعین نے اس فتنۂ عظیمہ وجرم کبیر کا سدّ باب کیا۔ اسکے لئے انہیں جہاد بالسیف تک کرنا پڑا

<viii> فقہِ حنفی، جو اسلام کی سب سے زیادہ مقبول اور سب سے بڑی فقہ ہے، کے امام، حضرت محمد بن حسن الشیبانی رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ اگر کوئی قوم اذان ترک کریگی تو اس سے جہاد کرنا ہوگا۔

۔۔[...](•••)...]۔۔عقیدۂ ختم نبوت کی حساسیت۔۔[...(•••)...]۔۔

مندرجہ مثالوں سے واضح ہوا کہ قوم مسلم کتنی حساس اور اقدامِ راست میں سلیم الفکر ہے۔ رہا معاملہ ختم نبوۃ امام مرسلاں آخر نبیاں مسجود ملائیکہ وکروبیاں سرمایۂ افتخارِ انساں نصیب مسلماں، حضرت محمد بشارت اولین احمد آخر النبیین ﷺ تو وہ چونکہ ایمان المومنین واسلام المسلمین ہے، اگر کسی طرح اہل امتِ مرحومہ کو اس سے محروم کیا جائے تو نہ صرف نسخ نبوۃ امام الانبیاً ہوگا بلکہ سارے انبیاً جھوٹے قرار پاینگے جنہوں نے

آپ ﷺ کو آخری نبی بتایا اور ساری کتب منزل من اللہ غلط ماننا پڑینگی جن میں آپکو آخری نبی لکھا گیا۔ یہ انبیاءَ اور کتب تو وہ ہیں جن پر ایمان لانا ضرورت دینیہ ہے جو فلاح دنیا و نجات آخرت کا ضامن ہے۔ ان پر ایمان لانے کا حکم قرآن میں ہے۔ تو ایک جھوٹے اور فریبی کو نبی ماننے کا کیا نتیجہ سامنے آیا؟ تو آیا امر ختم نبوۃ بہت ہی زیادہ حساس معاملہ نہیں؟ اسپر ہمارا ردعمل ضروری نہیں؟ ضرورۃِ دینیہ اسلامیہ! ہر چھوٹے بڑے کو اس پر بھرپور توجہ دینی ہے، کہ اکیلے الٰہ سب کے اللہ احکم الحاکمین نے فرمایا: وَ اَعِدُّوا لَھُم مَا اسْتَطَعْتُم مِّن قُوَّةٍ وَمِن رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُونَ بِهِ عَدُوَّ اللَّهِ وَعَدُوَّكُمْ وَآخَرِينَ مِن دُونِهِمْ لَا تَعْلَمُونَهُمُ اللَّهُ يَعْلَمُهُمْ ..(الانفال [اور انکے لئے تیار رکھو جو قوۃ تم سے بن پڑے، اور جتنے گھوڑے باندھ سکو (تیار رکھسکو) تا کہ ان سے انکے دلوں میں دھاک بٹھاؤ جو اللہ کے دشمن اور تمہارے دشمن ہیں۔ اور انکے علاوہ کچھ اوروں کے دلوں میں جنہیں تم نہیں جانتے اللہ انہیں جانتا ہے۔]

عقیدہ ختمِ نبوت کی اہمیت بھی اتنی ہے جتنی دیگر عقائد دینیہ اسلامیہ کی۔ اسکی حساسیت اسی طرح ہے جس طرح مشرکانہ ماحول میں توحید الٰہی کی۔ (اس بارہ میں بہترین مثال حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ہے۔) نیز چونکہ یہ احمد مرسل محمد خاتم نبوۃ ﷺ کی اہم و نمایاں ترین صفات عالیہ سے ہے اور قوم مسلم اپنے نبی ختمی مرتبت، آخر الزماں سے شدید محبت رکھتے ہیں، اس رخ سے انکی برہمی کی وجہ واضح ہے۔ ہم اس عقیدہ کو حرمت مصطفے سمجھتے ہیں اسکی حفاظت کو قیمتِ جاں قرار دیتے ہیں۔

ختم نبوت کے بارہ میں مسلمانوں کے رویہ کو دیکھ کر بآسانی فیصلہ کیا جاسکتا ہے کہ یہ معاملہ کتنا گھمبیر ہے۔ اگر ختم نبوت کو نہ مانا جائے تو نبی اور اسپر اترنے والی وحی کے باعث ایک نیا دین ماننا جائے گا۔ قرآن یعنی دین اسلام کو منسوخ مانا جائیگا۔ نیا کلمہ لانا ہوگا اور ایک نئی قوم کو موجود کرنا لازم ہو جائیگا۔ اسطرح پورا نظام دین اسلام۔ جو موجود اور محفوظ ہے۔ تباہ ہو کر رہ جائیگا۔ اگر ایسا ہو جائے تو (العیاذ باللہ) انسان کو جائے امان کہاں ملے گی؟ کہ محافظ کائنات و نگاہبان انسانیت تو دین محمد عربی ہی ہے۔ ﷺ

اللہ تبارک کا جو نبی سارے جن وانس کے لئے تشریف لا چکا، اسکے بعد کسی بھی نبی کی آمد عبث ہوگی؛ کہ کسی بھی کے لئے نہ ہوگی۔ جو کلام اللہ پوری قوم انسانی کو کفایت کرتا ہے، اسکے بعد کسی وحی کا آنا لغو ہوگا اللہ سبحانہٗ نے تو کسی ذرہ کو بھی عبث پیدا نہیں کیا "ربنا ماخلقت ھٰذا باطلاً" چہ جائے کہ نبی اور وحی عبث ہو! آخری نبی حضرت محمد ﷺ کے بعد جو کوئی نبوۃ کا دعوی دار ہو، وہ یہ تأثر دیگا کہ شریعتِ محمدیہ رہتی دنیا تک کے لوگوں کیلئے کافی نہ تھی! اللہ تعالیٰ کی شان نہیں کہ عبث کرے۔ البتہ شانِ شیطان رجیم ہے جو ایسے ہی کام کرتا رہا ہے۔ اور اگر اب بھی کرے تو چہ عجب؟ لغو اور عبث نبی کا کیا مفاد؟ نیا نبی صرف فساد!

رہا آج کے زمانہ میں تبلیغ دین حق اور لوگوں کی راہ نمائی ہتو اول تو یہ فریضہ رسول اللہ ﷺ خود ادا فرما رہے ہیں۔ کما قال اللہ اصدق الصادقین ...وَ دَاعِیاً الی اللہِ باِذْنِہٖ ...(القرآن) وآخرین منھم لمّا یلحقوا بہم (الجمعہ ۳:) حضرت علی بن محمد رحمہ اللہ نے لکھا: ..لأنہم اذ االسلموا اسار و امنہم فان المسلمین کلھم امۃٌ واحدۃٌ ...ہم جمیع مَن دخل فی الاسلام بعدَ النبی ﷺ الیٰ یوم القیامۃِ۔ دوم؛ یہ کہ علماً صلحاً امتِ محمدیہ کا یہ اولین فرض ہے، کما قال ﷺ: علماِ امتی کانبیاِ بنی اسرآئیل۔ جسطرح انبیاِ بنی اسرائیل اللہ کے دین کی حفاظت وخدمت کرتے رہے، اب کسی نبی کے نہ آنے کی صورت میں نیابتِ رسول کا حق ادا کرر ہے ہیں۔ حتیٰ کہ حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہ السلام وعلیٰ جمیع الانبیاءِ بھی آخرالنبیین کا امتی بن کر اِن علماِ کے ساتھ ہو جائینگے۔ یہ قرآن وحدیث کو اصول بنا کر ہرطرح سے نوع انسانی کی راہنمائی کرر ہے ہیں۔ نو پیش آمدہ مسئلہ کو حل کرنا رسول اللہ کی طرف سے اپنا فرض سمجھتے ہیں۔ جیسے ہمارے آقا سارے انبیاِ کے امام ہیں، اسطرح علماِ حق پوری دنیا کے پیشوا و مخدومِ خلقِ خدا ہیں۔ انہیں اللہ پاک کی عظیم ترین نعمت۔ اسلام۔ کی راہ چلارہے ہیں۔ اس خدمت میں اپنا سب کچھ داؤ پر لگا رہے ہیں۔ علماِ ربّانیین کا تسلسل برقرار ہے۔ یہ اسطرح کہ قرآن مجید کا جو حصہ منسوخ ہوا، وہ حضور نے خود صحابہ کرام کو سمجھا دیا جسکو صحابہ نے نبی ءِ مکرم کے کہنے پر ترک کردیا۔ باقی منزل من اللہ غیر منسوخ کلام اللہ آپ ﷺ کے سامنے لکھ کر اور آپ سے نماز وغیرہ میں سن کر جسطرح

محفوظ کیا گیا وہ بعینہٖ ساتوں متواتر قرائتوں (دیگر مشہور بھی) بحسن وخوبی سینوں وصحیفوں میں محفوظ چلا آرہا ہے۔ اسکے الفاظ ومعنیٰ، ہردو کی حفاظت لاتعداد علوم وفنون کے ذریعہ۔ نظری وعملی۔ ہرطرح سے کی جارہی ہے۔ اور اسے نسلاً بعدَ نسلٍ (بالتواتر) پہنچایا جارہا ہے۔ ہر زمانہ کے سارے خدامِ دینِ اسلام نے کسی بھی نبی، بعدَ نبی اللہ محمد رسول اللہ ﷺ کے آنے کی نفی فرمائی ہے۔ اس اجماع سے انحراف یقیناً کفر کے سواء کچھ نہیں ہوسکتا۔ { کچھ شاذ روایات قرآنیہ بھی مذکور اندر کتابہاء متعلقہ موجود ہیں۔ قرآن کی ترتیبِ نزولی اور ترتیب توقیفی تک کی حفاظت کی جارہی ہے الحمد للہ، ثم الصلوٰۃ والسلام علیٰ خاتم انبیاءَ اللہ والہ اولیاءُ اللہ }

احادیث مبارکہ کو جہاں کتابی صورت میں محفوظ کرلیا گیا، وہاں انکی تعلیم کا سلسلہ بھی صدیوں سے جاری ہے۔ نبی ﷺ سے منسوب احادیث کی درجہ بندی کردیگئ اور اس نسبت سے انکے احکام کی روشنی میں امتِ مبارکہ کو لیکر آگے بڑھ رہے ہیں۔ حتیٰ کہ وہ روایات جو درحقیقت من گھڑت ہیں اور موضوع کہلاتی ہیں، کو بھی نشان زد کردیا گیا ہے۔ قرآن وحدیث کی فقاہت یعنی استخراج واستنباط کی رِیت برقرار رکھتے ہوئے فریضہ امامتِ عالَم کی ادائیگی سے عہدہ برآء ہورہے ہیں۔ اجتہادورائے فقہاء کرام کو آگے بڑھاتے ہوئے ثبوت مہیاً کررہے ہیں کہ اسلام آفاقی ودائمی دین ہے اور یقیناً آخری۔ جب تک انسان باقی تب تک تعلیمِ حضرت احمد نبیِّ آخرالزمان باقی۔ اسلیئے فرمایا: وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ اَئِمَّةً يَّدْعُونَ بِاَمْرِنَا.. السجدہ:۲۴۔

چند اور مشاہیر:

سیدنا خاتم الزمان ﷺ کے حضور تحفۂ درود وسلام پیش کرنا از روءِ قرآن فرض ہے۔ آخری امۃ کا ہر فرد انفرادی اور اجتماعی، ہر انداز میں یہ فرض اپنے قلب سلیم کی پرخلوص گہرائیوں سے ادا کرکے اللہ ورسول کے حضور سُرخ روء ہوتا رہتا ہے۔ بعض درود تو ایسے ہیں جو کتبِ مرتبہ اسلاف صالحین میں مروی ہیں۔ تو بعض ایسے بھی ہیں جو صالحین امتِ رحمۃ للعالمین کی زبانوں پر سفر کرتے ہوئے اگلی نسلوں تک پہنچے ہیں۔ تو

کچھ وہ بھی جو کشف، القاًیا عالم رؤیاً میں محبوبانِ حبیب الٰہ کو تحفۃ النبو یہ ملے ہیں۔ اللہ و رسولہ نے کسی بھی پیارے کو نعمتوں سے محروم نہیں رکھا۔

درودوں کا ایک ذخیم مجموعہ ''دلائل الخیرات'' نامی ایسا بھی ہے جسے سب سے زیادہ قبول خواص و عوام حاصل ہے۔ ہر چھوٹا بڑا اسکی بے حد توقیر کرتا ہے۔ جب سے یہ تالیف ہوا ہے مسلمانوں کے ہاں مسلسل زبان زدِ عُشّاق چلا آرہا ہے۔ یہ ایک نادر رتبہ کا مجموعۃ الصلوٰۃ ہے جس سے ہر مؤمن شدید محبت کرتا ہے اور روزانہ اسکی قرائت کر کے بحضورِ خاتم النبین خود کو حاضر کرتا ہے۔ دلائل الخیرات، بعدَ القرآن الکریم وہ واحد کتاب ہے جسکی روءِ زمین پر روزانہ تلاوت کی جاتی ہے۔ اس میں متعدد مقامات پر حضرت قاسم العلوم والخیرات نبینا صاحب الشفاعات کا آخری نبی ہونا صراحۃً مرقوم ہے۔ اگر صرف اسی کے وردِ زبان رکھنے کو لیا جائے تو بھی یہ اجماع امت کا بہترین گواہ ہے۔ اور اجماع امۃ سے روگردانی یقیناً کفر وخروج عن الایمان ہے۔ جیسا کہ شروع میں ثابت کیا گیا۔ اس فقید المثال مجموعہ کے مؤلف امام ہمّام عالمِ تمّام، ولی کامل، عارف واصل، محققِ فاضل، فرید العصر، وحید الدہر حضرت ابوعبداللہ محمد بن سلیمان الجزولی رحمہ اللہ ہیں جنکا سلسلۂ نسب انیس واسطوں سے حضرت سیدنا امام حسین بن علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم تک پہنچتا ہے۔ آپ مراکش کے سب سے بڑے شیخ التفسیر والحدیث تھے۔ آپکی وفات ۸۷۰ ھ میں ہوئی

اول از مشاہیر:

دلائل الخیرات میں ذکر ختم نبوۃ۔ الھم صل علی محمد والہ وصحبہ وبارک وسلم۔

اندر ذکر اسماً النبی: مقتفٍ ، مقفی [پیچھے آنے والا۔

خاتم الانبیاً اور پھر خاتم الرسل۔

مکتفٍ [کفایت کرنے والا]۔

صاحب الخاتم۔

وردِ دوشنبہ اول: محمد بن عبداللہ خاتم النبین اور خاتم النبین محمد،

شرکت بار اول: صلی اللہ علیٰ سیدنا ونبینا ومولینا محمد خاتم النبین،

سہ شنبہ......... نذیرِ اہل الارض۔[ساری زمین والوں کیلئے نذیر]،

وخاتمِ انبیائک۔[تیرے نبیوں میں آخری۔]

الٰہم صل علیٰ النبی الخاتم، الٰہم صل علیٰ الرسول الخاتم،

چہارشنبہ: الٰہم صل علیٰ من ختمت بہٖ الرسالۃ ... ختم الرسل ذی المعراج،

: ..... وختم الرسل ...،

پنج شنبہ :وعظمہ فی النبین خلوقبلہ رسول رب العالمین لا نبی بعدہ،

:محمدٍ حاٗ الرحمۃ .....الخاتم،

فی السابقین غایۃ

ای اللہ اور آخرت پر ایمان رکھنے والے! ''نذیر اھل الارض'' میں غور کر۔زمین میں سارے رہنے والوں کا نذیر محمد جسنے لا نبی بعدی منوایا۔ جو اسے نہ مانے وہ ایمان کہاں سے لایا؟

.دوم از مشاہیر: وارثُ فاتح ابواب السماٗ: حضرت قبلۃ العلم سیّدٗ نا مہر علی شاہ الحسنی الگولڑوی رحمہ اللہ کے زمانہ میں مرزاء قادیانی نے جب سر اٹھایا، پہلے پہل اسنے خود کو مبلغ دین، مجتہد اور مجدد کہا تھا۔[اسکی جن کتابوں کے ذریعہ لوگوں کو دھوکہ دیا جا رہا ہے، وہ اسنے اسی زمانہ میں لکھی تھیں۔] پھر چند سالوں بعد اسنے خود کو نبی قرار دیدیا۔ حضرۃ قبلہ عالم سے، اس سے قبل، حاجی امداد اللہ المکی رحمہ اللہ نے منت کر کے برِّصغیر میں ہی رہنے کی درخواست کی تھی اور کہا تھا کہ ایک بڑا فتنہ سر اٹھانے والا ہے۔ آپکی موجودگی سے وہ دبا رہیگا۔[یہ فتنہ قادیان کی بجائے ہند کے ایک مشرقی علاقہ سے اٹھا۔ ایک طبقہ نے اپنے علم وتقوی کا بہت چرچا کر رکھا تھا۔ خفیہ طور پر انہوں نے ایک نیا دین تراشا ہوا تھا۔ جسے لوگوں کے سامنے اسلام کہکر پیش

کرتے تھے۔حضرت حاجی رحمہ اللہ نے انہی کے بارہ میں کہا تھا کہ گر آپ اے شاہِ مہر وعطاً ! انکے خلاف کوئی اقدام نہ بھی کریں گے تو بھی وہ مکرِ ابلیس دبا رہیگا۔احمدیت کے خلاف تو قبلہ عالم عملاً میدان میں اترے تھے۔مگراس مکرشیطانی نے آپکی وفات کے بعد بہت ترقی کی۔اللہ کی پناہ،امین]

حضرت پیر مہر علیؒ شاہ نے مرزاءنا محمود کو للکار کر عقیدہ حقّہ کی ذوالفقار سے اسکے کفریہ فتنہ کی گردن اتارن خاطر اسے عروس البلاد لاہور بلایا۔(تفصیل کیلئے مہر منیر) تا کہ اِحقاق الحق اور اِبطال الباطل کر دیں۔ آپ ؒمقررہ تاریخ کو بنفسِ نفیس لاہور تشریف لائے۔اُس موقع پر لاہور اس قلعہ کا منظر پیش کرر ہا تھا جہاں بدر وحنین کی یاد تازہ ہونا تھی۔وہاں دنیا بھر سے خواص وعوام کا جمِ غفیر تھا اور دفاعِ اسلام کیلئے خوردو کلاں ہوش مع جوش سے حق کی فتح کا منظر دیکھنے اور تائیدِ دینِ قیّم کیلئے بیقرار تھے۔' نصرٌ مِنَ اللہ وفتحٌ قریب' کا شادیانہ بج رہا تھا۔مرزاءِ قادیان کو اسکے جھوٹے شیطان نے لاہور آنے سے روکے رکھا کیونکہ جانتا تھا کہ اُس دن انسان ایک بار پھر فتحِ مکہ کا بے نظیر منظر اور عظیم الشان نظارہ ملاحظہ کرنے کا شرف حاصل کریگا۔اور شیطان کی یہ ناپاک سازش فرزندِ غوثِؒ العالمیاں وخلیفۂ معینؒ ہر مسلماں' رحمہم اللہ تعالٰی کے ہاتھوں ذلتِ شکست سے دوچار ہوکر آئندہ کیلئے بے حرمتیِ رسول سے عاجز ہوجائگا۔فقہ وطریقت کے سارے شہسوار اسدن طریقت وولایت کے مَہرِ تاباں،جانشینِ نبیِ آخرالزماں،پیشواءِ چشتیاں،سالارِ قافلہءِ کل ولیاں بدر الدجا للعلماں،قمرِ تابانِ ہر جہاں،کے ہم رکاب تھے۔

امیر اہلِ کذب ودجل مرزاءِ قادیان کو نہ آنا تھا نہ ہی آیا۔حالانکہ قبلہ عالَم نے راولپنڈی سے اپنی روانگی کا ٹیلی گرام دیا تھا پھر لاہور پہنچ کر بھی؛مگر جب 'جاءالحق' تو پھر یقیناً 'زھق الباطل'۔نہ آکر اسنے اپنے کذب وافتراء پر گویا خود ہی دستخط کر دئے۔اسکا نہ آنا روزِ روشن میں اسکی روءسیاہی اور اسکے خانہ سازدینِ واہی پر' اِنَّ الْبٰطِلَ کَانَ زَھُوْقًا' کی مہر ثبت کر گیا۔لہٰذا 'فَبَطَلَ مَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ'۔ فللہ الحمد۔

سوم از مشاہیر،وارثِؒ آں تاجدارِؒ گولڑا:

عالَمِ زیریں کیلئے وجہ صد ہزاراں افتخار، عالَمِ بالا میں محبوبِ احمدِ مختار (علیہ ﷺ ورضی اللہ عنہ) حضرۃ سیّدُ نا الشیخ الجامع غلامِ محمد المحدث الگھوٹوی رحمہ اللہ جو بعمر تیرہ سال حضرت قبلہ عالم کے مریدوں میں شامل ہوئے تھے، نے اُس مرزائی دین بدآئین کو بہاولپور (ریاست عباسیہ اسلامیہ) کی عدالتِ معلّیٰ میں للکارا۔ (یہ پورا معاملہ بصورتِ ''فیصلہءِ مقدمہءِ بہاول پور'' ھائی کورٹ بہاولپور بنچ میں محفوظ ہے۔) یہ وہ مکرم ہستی ہیں جنکے لئے سید الانس والجان نبیِّ آخر الزمان ﷺ نے قبلہءِ عالم سے فرمایا تھا، ہم نے غلام محمد کو علم الحدیث دیا۔ اس سے کہو لوگوں کو اسکی تعلیم دے کر حدیث کا شوق عام کرے۔ (اوکما قال علیہ الصلوۃ والسلام)

اس صاحبِ کمالِ لازوال ہستی نے سب سے پہلے بزریعہ عدالت؛ قانونی کارروائی کر کے، مرزاء غلام احمد از قادیان مدّعیِ نبوۃ کو اور اسکے متبعین کو مرتد قرار دلوا کر انکے اسلامی فرقہ نہ ہونے پر مہرِ فیصلہءِ عدالتِ عالیہ ثبت کرائی۔ جسے بناءً قرار دیکر چند دیگر عدالتوں (مثلاً جیمس آباد، ہائی کورٹ راولپنڈی) نے یہی فیصلہ سنایا۔ اور آخر کار کلمہ گویانِ اسلام کی اجتماعی مساعی نے مرزائی دین، جسے وہ لوگ ''احمدیت'' کہتے ہیں، اور خود احمدی کہلواتے ہیں (یہ خواہ قادیانی ٹولہ ہو خواہ لاہوری) کو کفر (بالاجماع) اور اسپر ایمان لانے والوں کے، اور اسکو مسلمان ماننے والوں کے (سبکے) کافر ہونے کو آئینِ مملکت اسلامیہ پاکستان (سلامت باد) کا کَبَدٰ رِالدُجیٰ حصہ بنادیا۔ **الحمد لله.**

یہ ہردو شخصیتیں قومی پرچمِ ایمان کے ہلال وتارا کی حیثیت سے ہمیشہ تابندہ رہیں گی اور اہلِ اسلام کے دلہاءِ پراز ایمان کی دھڑکنوں میں حضرت خاتم النبین کو زندہ رکھیں گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ ثمّ شاءَ محمد علیہ ﷺ والہ۔

چہارم از مشاہیر: الشیخ عبد القادر محدثِ دہلوی رحمہ اللہ۔ (یہود جب غلبہ کافروں کا دیکھتے تو دعاء مانگتے کہ 'نبیِ آخر الزمان' شتاب (جلد) پیدا ہو۔ تو جب پیدا ہوا تو آپ ہی منکر ہوئے۔ (موضح القرآن، البقرہ: ۸۹)

(یہی دعاءِ یہود اس کتاب 'ختم نبوت' میں، اسمِ احمد کی تحقیق میں بہ حوالہ توراۃ مرقوم ہوئی۔)

پنجم از مشاہیر: ابنِ تیمیہ۔ شیخ ابن تیمیہ کی دعاء بعد ختم القرآن مطبوعہ تاج کمپنی لیمٹڈ نمبر ۲۵۷، میں ہے،

...الذی انزل الفرقان علیٰ عبدہٖ لیکون للعالمین نذیرا....الذی ارسلہٗ الیٰ جمیع الثقلین الجن والانس بشیرا....

ششم از مشاہیر: امام بدرالدین العینی رحمہ اللہ۔ محدثِ شہیر امام عینی حنفی نے عمدۃ القاری شرح البخاری میں:

قال الکلبی: لمّا ظہر رسول اللہ ﷺ بالمدینۃ قدم علیہ حبرانٌ من احبار اہل شامٍ۔ فلمّا ابصرا المدینۃ، قال احدہما لصاحبہٖ: ماا شبہ ھٰذہٖ المدینۃ بصفۃ مدینۃ النبیِ الذی یخرج فی آخرالزمان۔ فلمّا دخلا علی النبی ﷺ عرفاہ بالصفۃ والمعتۃ۔ قالا لہٗ: انت محمدٌ؟ قال ﷺ: نعم! قالا، وانت احمد؟ قال: نعم۔ (باب اذالم یکن الاسلام علی الخفیفہ)

[مدینہ میں جب سرکار کا ظہور قدسی ہو چکا تو شام کے دو بڑے علما حاضرِ مدینہ ہوئے۔ آپکا مدینہ دیکھ کر ایک نے دوسرے سے کہا: یہ شہر آخرِ زمانہ میں آنے والے نبی کے مدینہ سے کتنا مشابہ ہے۔ پھر جب وہ آپکے حضور آئے تو آپکو آپکی صفتوں اور مذکور فی کتب سابقہ حلیہ سے پہچانا تو بولے: آپ محمد ہیں؟ فرمایا، ہاں کہا، احمد بھی؟ فرمایا، ہاں۔]

ہفتم از مشاہیر: حضرت امام عبدالوھاب الشعرانی رحمہ اللہ۔

اِعلَم انّ الاجماعَ قد انعقد علیٰ انہٗ ﷺ خاتم المرسلین کمانہٗ خاتم النبیین...انَّ ابوابَ اوامِرِ الالھیّۃِ والنواھی قد سُدّت وکل مَن ادّعٰیھا بعد محمدٍ ﷺ فھو مُدّعِ شریعۃٍ اوحیٰ بھا الیہ۔ سَواءٌ موافقُ شرعنا او خالف فان کان مُکلّفاً ضربنا عُنُقَہٗ..[یقین کرلو کہ حضرت احمد النبی الامی کے آخری مُرسل ہونے پر اجماع ہو چکا جیسا کہ آپکے آخری نبی ہونے پر ہوا..اللہ سبحانہٗ کے اوامر ونواہی کے دروازے بند کر دئے گئے (نزول وحی ختم ہوا) حضور کے بعد (اب) جس کسی نے اسکا دعوی کیا، (یعنی کہا مجھ پر وحی آتی ہے) تو وہ (نئی) شریعت کی طرف اپنی وحی کا دعوی دار ہوا خواہ ہماری شریعۃ (مسلمانوں کی) کے مطابق ہو خواہ مخالف۔ پھر اگر وہ مکلّف ہو (یعنی شریعت کی گرفت میں آتا ہو) تو ہم (بحکمِ عدالتِ اسلامیہ) اسکی گردن اڑا دینگے۔

ہشتم از مشاہیر، حضرت سید ابوالحسن الشاذلی رحمہ اللہ: انھوں نے درود تاج کو بحضور خاتم النبیین پیش کر کے اسکی منظوری ببارگہِ آن نازنین کی التجا کی۔ یہ درود تاج ہر عام وخاص مسلمان کا محبوب وظیفہ ہے۔ اسمیں ہے

''سید المرسلین خاتم النبین ...مولینا و مولیٰ الثقلین ابی القاسم محمد بن عبد اللہ...

نہم از مشاہیر، امام العلوم والفنون حضرت علی القاری رحمہ اللہ نے الفقہ الاکبر (تصنیف امام اعظم) کی شرح میں:

ھُوَ ﷺ خوطِبَ بیا ایُّھا النبیُّ وَیا ایُّھا المزّمِلُ لِکونہٖ موصوفاً بجمیع اوصاف المرسلین، وَفی قولہٖ تعالیٰ وٰلکن رسول اللہِ وَخاتم النبین' ایماءٌ الیٰ ماورد فی بعض احادیث الاسراءِ، ''جعلتُکَ اول النبین خلقاً وَآخرَہم بعثاً [آپ کو خطاب کیا گیا 'اے اہم نبی، اے برتر چادر اوڑھنے والے!'۔ اسوجہ سے کہ آپ سارے ہی انبیاً کی صفتوں سے مرصع ہیں۔ اور اللہ کے اس قول، ولٰکن رسول اللہ و خاتم النبین میں، اشارہ ہے معراج کی اس حدیث کیطرف جس میں فرمایا: میں نے تخلیق میں آپکو اول النبین بنایا اور بعثت میں آخری نبی۔] (البزاز، عن ابی ہریرۃ)

دہم از مشاہیر، سند المتکلمین حضرت سعد الدین الحنفی رحمہ اللہ: ...دلَّ کلامہٗ وکلام اللہ تعالیٰ علیٰ انہٗ خاتم النبین وانہٗ مبعوثٌ الیٰ کافۃِ الناس، بل الی الجنّ والانس، ثبت اَنَّہٗ آخرُ الانبیاً۔ (شرح العقائد)

یازدہم از مشاہیر، اعلیٰ حضرت احمد رضاؔ السنی الحنفی رحمہ اللہ: حضور پرنور خاتم النبین سیّدُ المرسلین ﷺ کا خاتم یعنی بعثت میں آخرِ جمیع انبیاً و مرسلین بلا تاویل و تخصیص ہونا ضروریاتِ دین سے ہے۔ جو اسکا منکر ہو یا اسمیں ادنیٰ شک وشبہ کو بھی راہ دے، کافر مرتد ملعون ہے۔ (فتاویٰ رضویہ)

کائناۃ کے نظام کو جاری و ساری رکھنے کا مرکز، اللہ خالق کلِ شیٔ نے اسے بنایا جسے ہم عرش کہتے ہیں قول اللہ سبحانہٗ، ثُمَّ استوٰی علیٰ العرش، سے یہی معلوم ہوتا ہے۔ اور وہ ایسا مقام ہے کہ اسکے لئے مشرق و مغرب وغیرہ نا موجود ہیں۔ اسلیئے اللہ اکبر نے اپنے لیے رب العالمین کے لقب کو اختیار کیا تو وجہِ تخلیقِ کائنات کیلیئے رحمۃً للعٰلمین کی بے نظیر ترکیب کو ساری غیرِ مختار مخلوقات اسی کے زیرِ اثر اپنے دائرۃ الحیات مکمل کرنے پر مجبور ہیں تو جن و انس جو ایک حد تک مختار ہیں، اپنے دائرۃ الاختیار میں انہی ''دو'' کے تابع دار رہتے ہوئے ہر دو جہانِ زندگانی کی حسنات کو پانے کیلیئے مامور بہٖ ہیں۔

جب اول نے اپنی نعمتِ نبوت کوتمام فرماتے ہوئے'' خاتم النبین '' فرمایا تو آخر نے جن وانس کو اسکے اصل مفہوم میں غلطی کے ارتکاب سے بچانے کیلئے رحم فرمایا، اور'' ..لانبیَّ بعدی'' سے اُسے مفسَّر فرمایا قائل کے قول کی سامع کو وضاحت درکار ہوتو یہ تفسیر کہلاتی ہے۔اور تفسیر وہ کلام ہوتا ہے جو قائل کا ہو، اللہ کے قول کی تفسیر اسکے نبی کا قول اسلئے کہ خود اللہ تعالیٰ نے فرمادیا: وَمَا یَنطِقُ (نبیُّ اللہِ) عَنِ الھَوٰی، اِنْ ھُوَ (ای قول النبی) اِلَّا وَحْیٌ یُّوحٰی۔تو جس نے'' وخاتم النبین'' فرمایا تھا، اسی نے (بزبانِ رسالت مآب ﷺ) فرمایا: لانبیَّ بعدی (ای بعد نبیّ ھٰذا)۔یہ سب ایسا ہے کہ روءِ زمین کے صرف مشرق والوں نے ہی اجماعاًنہ اعتقاد کیا بلکہ مغرب والے مسلمانوں نے بھی اسکا اقبال کیا۔اسطرح رَبُّ المشرقینِ وربُ المغربین کی عملاً تصدیق کی۔

اہلِ مغرب اگرنا مسلم ہوتے ہوئے اسلام کا مطالعہ کریں تو بھی تحقیق کوترک نہیں کرتے۔جب انکی رستگاری حق کرے تو حق کو پاکر، قبول کرکے مسلمان ہوجاتے ہیں۔انہی میں ایک 'پکتھال' بندہءِ خدا ہوا جسنے عربی قرآنِ ہرکس وہرزمان کوانجلیسی (english) کے لبادہ میں اہلِ زبان پرپیش کیا، حق رسا بنا۔

دوازدہم ازمشاہیر، پکتھال (المغربی): Mr.Marmaduke Pickthal ,The English Muslim Scholar

اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم • باسم اللہ الرحمان الرحیم • ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین .وکان اللہ بکل شیءٍ علیما •

Mohmmad is not the father of any of your men'but(he is)The Apostle of GOD, And The Seal of the prophets: and GOD has full knowledge of all thigs. {He further wrote} When a document is sealed,it is complete & there can be no Further addition.The Holy prophet Muhammad closed the long line of apostles God's teaching is & will always be contnuous, but there hasbeen and will be no prphet after Mohammad (slla Allah o alyhe wa alehi wa sallam). The later ages will want Thinkers & reformers, ' not prophet ..this is not orbitrary matter.It is a decree e full of knowledge & wisdom; for God has full knowledge of all things.

Of knowledge & wisdom: For God has full knowledge of all things

{It results that the East and the West are on one page}

سیزدہم از مشاہیر، الشیخ عبدالحق الدہلوی: رحمہ اللہ۔

.....اس پرندا فرمائی گئی کہ یہ نبی آخرالزماں ہیں جو تمہاری ذریّت سے ہیں۔ انکا اسم گرامی آسمان میں احمد و زمین میں محمد ہے...(مدارج النبوہ، اردو)

وے (حضرت داؤد علیہ السلام) در توریت و زبور خواندہ است کہ محمد صلوٰۃ اللہ و سلامہٗ علیہ خاتم النبیّن است۔ (اشعۃ: علامات نفاق)

لمحہءِ فکریّہ۔

اے بندہءِ فانی! تیرا دین غیرِ فانی، اسکی فکر کر۔ اسے دھوکہ بازوں، دین کے دشمنوں کے ہاتھوں ضائع ہونے سے بچا۔ دیکھ سارے ہی اہل اسلام جمع ہیں۔ خواہ عام۔ خواہ خاص، اپنی آخرت بچا۔ اتنے اولیاءَ اللہ، عوام نہیں، آپ ﷺ آخری نبی ہونے کا عقیدہ، اِن سب کا عقیدہ ہے۔ یہ اللہ و رسول کے خواص ہیں۔ انکے ساتھ ہو، انکے ہاتھ میں ہاتھ دے۔ (کہ یَدُ اللہِ فَوقَ اَیدِیہِم) انکا دامن تھامے رہ۔ انسے جدا نہ ہو۔ کیونکہ اتَّبِعُوا الاَسوادَالاعظمَ، فَاِنَّہٗ مَنُ شَذَّشُذَّفِی النار کا نقارہ بج چکا۔ نجات حق اور سچ میں ہے اور حق سچ انکے ساتھ، کُونُوامَعَ الصَّادِقِینَ کی ندا گونج رہی ہے۔ آ جاؤ! ورنہ پچھتانے سے کچھ نہ حاصل ہوگا۔ حق نے حق فرمایا "وَمَنُ یُشَاقِقِ الرسولَ مِنُ بَعدِما تَبَیَّنَ لَہٗ الھُدٰی وَیَتَّبِعُ غَیرَسَبِیلِ المؤمنین نُوَلِّہٖ ما تَوَلّیٰ وَنُصلِہٖ جَھَنَّمَ النساء ۱۱۵ اس مضمون۔ ختمُ النبوۃ۔ میں بندہءِ ناچیز احقرُ العبادُ محمد نبراسؔ کا اشتمال کم سے کم ہے، زیادہ تر تو وہی ہے جو کلام اللہِ معجزۃُ الرسول، کلامُ رسول اللہ المقبول وَ کلام اولیاءِ اللہِ وَالرسولِ ہے۔

اے اللہ ہر غلط میرا معاف۔۔ اور۔۔ درست کر قبول۔۔ بجاہِ آخری رسول۔

اللّٰهمّ صلِّ علیٰ سیِّدِنا محمدٍ و علیٰ الِ سیِّدنا محمدٍ و اَصُحابِہٖ اجمعین و بارِك و سلِّم

دقیقۃ۔

اس مختصر میں آیاتِ قرآنیہ مرقوم ہوئیں جنہیں عظیم المرتبت مفسرین قرآن کی عبارات سے مشرح کیا گیا ہے۔ جنکی تعداد معتد بہ ہے۔ جن میں صحابہ کرام، تابعین و تبع تابعین عظام کے ساتھ ساتھ جملہ زمانوں کے مفسرین صالحین اور وسیع تعارف شخصیات شامل ہیں۔ وہ محافظینِ قرآن جنہیں اللہ کریم اپنے کلام 'القرآن' کے کلمات کے ان معانی کے بیان کی ذمہ داری سونپی جو خود اللہ وحدہٗ لاشریک لہٗ کی مراد ہیں۔ ہر مفسر نے لغات، ادب، عروض و معانی، صرف و نحو اور احادیث نبویہ، الغرض کم از کم اکیس علوم و فنون نیز سابقہ آسمانی کتب کی روشنی میں حقِ تفسیر و تاویل اسطرح ادا فرمایا کہ اختلاف مفہوم از اہل حق تک ذکر فرمادیا۔ جزاھم اللہ تعالیٰ ربھم و ربنا العظیم۔

پھر اس مضمون کو احادیث نبویہ صحیحہ (متواترہ، مشہورہ) سے معانی کلام اللہ کو مبیَّن و مؤکد کردیا گیا ہے اور ہر دور کے آئمہ دین متین کے حوالہ جات مذکور ہوئے۔ یہ ساری مقبول شخصیات ہمیشہ اہل اسلام کی معتمد علیہم رہی ہیں۔ انکے لکھے کو مسلمانوں نے سند کی حیثیت سے لیا۔ ان اولیاءَ اللہ الکریم کو ہمیشہ قبول عام حاصل رہا۔ یہی وہ سواد اعظم ہیں جن کا دامن مضبوطی سے پکڑے رہنا راہ مستقیم پر ثابت قدمی ہے۔ حدیث نبوی ہے، 'اِتَّبِعُوا السوادَ الاعظم، فَاِنَّہٗ مَنْ شَذَّ شُذَّ فی النارِ'۔ یہی محافظین دین اسلام ہیں جنکی پناہ میں آخری نبی ﷺ نے اپنی امت کو دیا تھا۔ ان سے ہٹنا حق سے انحراف اور قعر مذلت میں خود کو گرا کر مستحق عذاب نار خالدین فیہا ابدا بننا ہے۔

ربنا اٰتنافی الدنیا حسنۃ وفی الآخرت حسنۃ وقنا عذاب النار۔ بحبیبك سیدالابرار، یاعفوّ یاغفّار ارحم الراحمین۔ امین۔

الفہرس: صفحہ

۱۔ السابق۔	۲
۲۔ تعارُفِ کلمات۔	۳
۳۔ القرآن، الحدیث، الحدیث المتواتر اور اجماعِ امت کا شرعی رتبہ۔	۷
۴۔ اجماعِ امّت حجّت۔	۷
۵۔ تحقیق العنوان۔	۱۰
۶۔ اثبات الدعوہ بالاٰیاتِ القرآنیہ۔	۱۱
۷۔ تحقیق اسمِ احمد۔	۱۹
۸۔ تحقیق شقُّ القمر۔	۲۹
۹۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بطور مبشر۔	۳۱
۱۰۔ مصدّق۔	۳۲
۱۱۔ امّۃِ وسطیٰ۔	۳۶
۱۲۔ السور والاٰیات بالاختصار۔	۵۶
۱۳۔ شعبۃ الاحادیث۔	۵۴
۱۴۔ عقائد ایمانیہ کی حفاظت اور قوم مسلم۔	۶۰

۱۵۔عقیدۂ ختم نبوۃ کی حسّاسیّت۔ ٦٣

۱۶۔ چند اور مشاہیر۔ ٦٧

۱۷۔لمحۃ الفکریۃ۔ ٧٤

۱۸۔ احمدیّت اسلامی فرقہ نہیں بلکہ 'بالاجماع کفر' ہے۔

'ختم النبوّہ' میں مندرجہ سُوَر مع آیاتِ۔

نام سورۃ۔ایت نمبر۔

الفاتحۃ۔ ۶۔ (۱)

البقرۃ۔۴، ۴۱، ۸۷، ۸۹، ۱۰۱، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۴۳، ۲۵۳۔(۹)۔

آلِ عمران۔۳۴، ۴۷، ۸۱، ۸۲، ۸۴، ۱۱۰، ۱۸۴۔ (۷)۔

النسآء۔۱، ۶۹، ۹۷، ۱۰۷، ۱۱۵، ۱۳۶، ۱۵۸، ۱۶۲، ۱۶۳۔ (۹)

المائدۃ۔۳، ۱۷، ۴۸، ۸۱۔ (۴)

الانعام۔۹، ۱۹، ۳۴، ۹۲، ۱۱۵۔ (۵)

الاعراف۔۳، ۳۴، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۸، ۱۷۵، ۱۸۷۔ (۷)

یونُس۔۵۷۔ (۱)

الرعد۔۷۔ (۱)

الانبیآء۔ ۱، ۲۴، ۹۷، ۱۰۷ (۴)

الفرقان۔۱۔ (۱)

الشعرآء۔۸۴۔ (۱)

النمل۔۳۲،۸۲۔ (۲)

القصص۔۶۹۔ (۱)

العنکبوت۔۴۶۔ (۱)

الروم۔۴۷۔ (۱)

لقمان۔۴۔ (۱)

الاحزاب۔۷،۴۰۔ (۲)

السبأ۔۲۸۔ (۱)

یٰس۔۷۰۔ (۱)

الزمر۔۷۰۔ (۱)

المؤمن۔۳۴ ، ۷۸۔ (۲)

الشوریٰ۔۳،۷،۱۳،۱۷۔ (۴)

الزخرف۔۲۶۔ (۱)

الجاثیۃ۔۷۔ (۱)

الاحقاف۔۹،۱۳۔ (۲)

محمد ۔ ۳۴۔ (۱)

القمر۔۶۔ (۱)

الصّف۔۹۔ (۱)

الحاقّۃ۔۴۸۔ (۱)

الجمعۃ۔۳۔ (۱)

اسماءُ کتبِ التفسیر و المفسرین ۔

الاتقان۔	عبدالرحمان بن ابی بکر (جلال الدین السیوتی) رحمہ اللہ
الاحمدیہ (التفسیرات الاحمدیہ)	الشیخ احمد السرہندی (ملّا جیون) رحمہ اللہ۔
ارشاد العقل السلیم الیٰ مزایا الکتاب الکریم۔	ابو سعود بن محمد العمادی۔
اشرف التفاسیر (النعیمی)۔	حکیم الامت احمد یار خاں النعیمی ۔
انوار التنزیل واسرار التاؔویل۔	عبداللہ بن عمر البیضاوی۔
مارمیڈیوک پکتھال۔	المغربی (نومسلم)
التفسیر الکبیر۔	محمد (فخر الدین) بن عمر الرازی
تفسیر القرآن الکریم۔	اسماعیل (عماد الدین) بن عمر بن کثیر
تفسیر رحیم بخش۔	حضرت رحیم بخش۔
تفہیم۔	ابو الاعلیٰ مودودی۔
حاشیۃ کنز الایمان۔	نعیم الدین المرادآبادی
درِّ منثور۔	محمد جلال الدین السیوطی ۔ رحمہ اللہ۔
عزیزی۔	الشیخ عبدالعزیز الدہلوی۔
فتح المنّان (تفسیر حقّانی)۔	ابو محمد عبدالحق حقانی الدہلوی
الکشاف عن حقائق التنزیل۔	محمود بن عمر الزمخشری ۔
لباب التاؔویل فی معانی التنزیل۔	علاؤالدین علی بن محمد (الخازن)
مدارک التنزیل وحقائق التاؔویل۔	عبداللہ بن احمد (النسفی)
المفردات فی غریب القرآن۔	حسین بن محمد الراغب الصفہانی۔

موضح القرآن۔ حضرت عبدالقادر الدہلوی۔

نور العرفان۔ حکیم الامۃ احمد یار خان النعیمی۔

کتب حدیث و تعداد حدیث۔

ابن ابی حاتم۔	۱۔	(ابن کثیر کی	۲)
ابن ماجہ۔	۱۔	ابن مردوَیہ۔	۱۔
ابوداوٗد۔	۲۔	ابوطفیل۔	۱۔
احمد۔	۶۔	اشعۃ اللمعات۔	۱۔
بخاری۔	۹۔	بیہقی۔	۱۔
ترمذی۔	۱۰۔	تلمسانی۔	۱۔
حاکم۔	۱۔	دارمی	۲۔
زرقانی۔	۱۔	شرح السُنّۃ۔	۱۔
عمدۃ القاری۔	۱۔	کنزل العمال۔	۱۔
مسلم۔	۸۔	مشکوٰۃ۔	۱۔
نسائی۔	۱۔		

کتب تاریخ و سیرۃ۔

الخصاص الکبرٰی۔	۱۔	رحمۃ للعٰلمین۔	۱۔
ضیاءُ النبی ﷺ۔	۲۔	طبقات بن سعد۔	۱۔
مدارج النبوۃ۔	۱۔		

کتب اللغات۔

اقرب الموارد، القاموس، لسان العرب، لغات العرب، المنجد، المفردات۔

متفرق۔

الدرایۃ۔ (فی اصول الحدیث)، سنّۃ خیر الانام (فی الاصلاح)، شرح العقائد النسفی، (فی العقائد)

شرح الفقہِ الاکبر، (فی العقائد)، الصواعق المحرقۃ (فی الاصلاح)، نور الانوار (فی اصول الفقہ)۔

دائرۃ معارف اسلامیۃ۔

صحابۃ الرسول ﷺ الکرام والتابعین العظام۔ .

....

.. ..! اللہ .. ..

حضرت اُبَیّ بن کعب (معلم اقرأ) اسد (فتی من الانصار) !رَ ضِ...یَ

! عَن۔۔۔۔۔ہُمْ

اسلام (فتی من الانصار) اُسید ( ) ! اَجْ۔۔مَ۔۔ عِیْن۔

انس بن مالک (الخادم للنبی ﷺ) ثعلبۃ بن کعب ( ) ----------------

ثوبان جبیر بن مطعم

حسان بن ثابت (الخطیب للنبی ﷺ) سعد بن ابی وقاص (قد فداہ النبی ﷺ) ۔سعید الخدری (الشہیر)

سعد بن معاذ (امیر الانصار) عامر؛ ابو ہریرۃ (حافظ الحدیث) ۔ عامر بن عقبۃ۔

عباس بن عبد المطلب (عم النبی ﷺ) عبد اللہ بن سلام (المصدق)

عبد اللہ بن عباس (الحبر وابو السلاطین) عبد اللہ بن عثمان؛ ابو بکر الصدّیق الاکبر (خلیفۃ الرسول)

عبد اللہ بن عمر (امام المحدّثین) عبد اللہ بن مسعود (سند الفقہا)

عبد اللہ بن معاذ (الفقیہ) عرباض بن ساریۃ

علی المرتضٰی (مولی المسلمین) فاطمۃ الزہرا البتول (ام السادات)

ً مسلمۃ (فتی من الانصار) — معاذ بن جبل (معلم الیمن)

ً یأمین (ً) — الشعبی (التابعی)

ً سفیان الثوری (سید المحدثین) — قتادہ (استاذ العلماً)

ً مسروق (الصدوق) — مقاتل (صاحب فضائل)

ً القفال (کثیر الافعال) — ابوالنضر محمد الکلبی ۔ (المفسر ، المؤرخ)

چند اور مشاہیر اسلام۔

سید محمد بن سُلیمان الجزولی رحمہ اللہ۔ — سید ابوالحسن الشاذلی رحمہ اللہ۔

سید مہر علی شاہ الجیلی الحسنی رحمہ اللہ۔ — ً عبدالوھّاب الشعرانی رحمہ اللہ۔

الامام احمد رِضاً السّنی الحنفی رحمہ اللہ۔ — احمد بن عبدالحلیم (ابن تیمیہ)